جلد ۱۴ تبوک ۱۳۵۲ ہش شمارہ ۹

ستمبر ۱۹۷۳ء

تَأْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ (آل عمران)

مجلس انصار اللہ مرکزیہ کا ترجمان

ماہنامہ انصار اللہ ربوہ

سالانہ بدل اشتراک
پاکستان و بھارت آٹھ روپے
دیگر ممالک ایک پونڈ

فی پرچہ پچھتر پیسے

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

تَأْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ (آل عمران)

مجلس انصار اللہ مرکزیہ کا ترجمان

ماہنامہ انصار اللہ ربوہ

تبوک ۱۳۵۲ھش

شعبان ۱۳۹۳ ہجری ستمبر ۱۹۷۳ء

ایڈیٹر

مسعود احمد دہلوی

فی پرچہ پچھتر پیسے

قیمت سالانہ آٹھ روپے

فہرست مضامین

ناشر .... چوہدری محمد ابراہیم

مطبع .... ضیاء الاسلام پریس ربوہ

مقامِ اشاعت .. .. دفتر ماہنامہ انصار اللہ

دار الصدر جنوبی ربوہ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

جلد ۱۴ ماہنامہ انصار اللہ ربوہ شمارہ ۹

تبوک ۱۳۵۲ ہش

غلبہ اِسلام کے متعلق

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بشارات

اسلام اللہ تعالےٰ کا ہر لحاظ سے وہ کامل دین ہے جسے اُس نے کرۂ ارض پر قیامت تک رونما ہونے والے تمام بنی نوعِ انسان کی راہ نمائی اور حقیقی نجات کے لئے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی وساطت سے دنیا میں قائم کیا ہے اور اس کے لئے یہ مقدّر فرمایا ہے کہ جملہ ادیانِ باطلہ کے مٹنے کے بعد یہ ساری دنیا میں غالب آئے اور بیک وقت روئے زمین کے تمام انسان اس پر عمل پیرا ہو کر زندگی کے اصل اور حقیقی مقصد کو پورا کرنے والے بنیں چنانچہ اسلام کے لئے جو عالمگیر غلبہ مقدّر ہے اس کا ذکر کرتے ہوئے اللہ تعالےٰ قرآن مجید میں فرماتا ہے:۔

هُوَ الَّذِیْٓ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰى وَدِیْنِ الْحَقِّ لِیُظْهِرَهٗ عَلَى الدِّیْنِ كُلِّهٖ (الصف آیت ۱۰)

یعنی اللہ تعالےٰ ہی ہے جس نے اپنے رسول کو ہدایت دی اور دینِ حق کے ساتھ بھیجا ہے تا کہ وہ دینِ اسلام کو تمام مذاہب پر غالب کرے۔

غلبۂ اسلام کے متعلق تین بنیادی حقیقتیں

(۱) غلبۂ اسلام کے ضمن میں قرآن مجید میں پہلی بات یہ بیان کی گئی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اسلام کے اس غلبہ کو اپنی حکمتِ بالغہ کے ماتحت دو ادوار میں منقسم فرمایا ہے۔ ان میں سے ایک تکمیلِ ہدایت کا دور ہے اور دوسرا تکمیلِ اشاعتِ ہدایت کا دور۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثتِ اولیٰ کا دور فی الاصل تکمیلِ ہدایت کا دور تھا اس میں اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَیْکُمْ نِعْمَتِیْ وَرَضِیْتُ لَکُمُ الْاِسْلَامَ دِیْنًا (المائدہ آیت ۴) کے تحت دین تکمیل کو پہنچا اور بعد ازاں اسلام اُس وقت کی معلومہ دنیا میں کروڑوں انسانوں کو اپنا حلقہ بگوش بنانے میں کامیاب ہوا۔ تکمیلِ اشاعتِ ہدایت کے لئے اللہ تعالیٰ نے یہ مقدر فرمایا کہ اس کا ظہور بعثتِ مسیح موعود کے وقت آخری زمانہ میں عمل میں آئے جبکہ کرۂ ارض کے نئے علاقے دریافت ہونے نیز قوموں اور ملکوں کے باہمی میل ملاپ اور ارتباط و اختلاط کی وجہ سے پورے کرۂ ارض نے ایک شہر کی شکل اختیار کرنا تھی۔ اسی لئے تمام ائمہ سلف کا اس امر پر اتفاق ہے کہ جملہ مذاہب پر اسلام کا موعودہ غلبہ مسیح موعود اور اس کی قائم کردہ جماعت کے ذریعہ آخری زمانہ میں رونما ہوگا۔ چنانچہ تفسیر ابن جریر میں سورۃ الصف کی مذکورہ بالا آیت کے تحت لکھا ہے ذالک عند خروج عیسیٰ کہ یہ غلبہ مسیح موعود کی بعثت کے وقت ظاہر ہونا مقدر ہے۔

(۲) دوسری بنیادی بات جو اسلام کے موعودہ غلبہ کے متعلق اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں بیان فرمائی ہے یہ ہے کہ اسلام رفتہ رفتہ دنیا میں غالب آئے گا۔ یہ غلبہ یکدم رونما نہیں ہوگا بلکہ جس طرح ایک بیج زمین میں سے ایک ننھی سی کونپل کی صورت میں نمودار ہو کر آہستہ آہستہ نشوونما پاتا اور ایک عرصہ گذرنے کے بعد لہلہاتی ہوئی کھیتی کی شکل اختیار کرتا ہے اسی طرح اسلام بھی درجہ بدرجہ ترقی کر کے طویل جدوجہد کے بعد غالب آئے گا اور یہ غلبہ بہر نوع کامل غلبہ ہوگا۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ مسیح موعود اور اس کی جماعت کی نسبت انجیل کی ایک تمثیل کا ذکر کرتے ہوئے فرماتا ہے:

وَمَثَلُهُمْ فِي الْاِنْجِيْلِ كَزَرْعٍ اَخْرَجَ شَطْـَٔهٗ فَاٰزَرَهٗ فَاسْتَغْلَظَ
فَاسْتَوٰى عَلٰى سُوْقِهٖ يُعْجِبُ الزُّرَّاعَ لِيَغِيْظَ بِهِمُ الْكُفَّارَ (الفتح آیت ۳۰)

یعنی انجیل میں مسیح موعود اور اس کے ساتھیوں کی جو حالت بیان ہوئی ہے وہ یہ ہے کہ وہ بیج کے دانوں سے اُگنے والی کھیتی کی طرح ہوں گے جس نے پہلے تو اپنی روئیدگی نکالی پھر اس کو آسمانی اور زمینی غذا کے ذریعہ مضبوط کیا، پھر وہ روئیدگی نشوونما پاکر اور مضبوط ہوگئی۔ پھر مزید پھلنے پھولنے کے بعد اپنی جڑ پر مضبوط ہوگئی۔ یہاں تک کہ زمیندار کو بہت بھلی لگنے لگی۔ اس کا نتیجہ یہ نکلے گا کہ انہیں پھلتے پھولتے اور غالب آتا دیکھ کر کفار جلیں گے۔

(۳) **تیسری بنیادی بات** غلبۂ اسلام کے ضمن میں اللہ تعالیٰ نے یہ بیان فرمائی ہے کہ اسلام کا یہ غلبہ دو مرحلوں میں پایۂ تکمیل کو پہنچے گا۔ پہلے مرحلہ میں اسلام کی دنیا بھر میں اشاعت کے ساتھ ساتھ ادیانِ باطلہ کا استیصال عمل میں آئے گا۔ دوسرا مرحلہ اسلام کے کُل دنیا میں پھیلنے اور غالب آنے کا مرحلہ ہوگا۔ غلبۂ حق کے سلسلہ میں اللہ تعالیٰ کی قدیم سے دو سنتیں چلی آرہی ہیں۔ کبھی اللہ تعالیٰ دنیا میں ابتداء ہی میں حق کو غالب کر دکھاتا ہے اور اس طرح غلبۂ حق کے نتیجہ میں باطل از خود مٹ جاتا ہے۔ جیسا کہ اسلام کے دَورِ اوّل میں ہوا اور اللہ تعالیٰ نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو مخاطب کرکے فرمایا۔ قُلْ جَآءَ الْحَقُّ وَ زَهَقَ الْبَاطِلُ ط اِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوْقًا (بنی اسرائیل آیت ۸۲) یعنی اے رسول سب لوگوں سے کہہ دے کہ حق آگیا ہے اور باطل بھاگ گیا ہے اور باطل ہے ہی بھاگ جانے والا۔ اور کبھی اللہ تعالیٰ حق کے ظہور اور اس کی ابتدائی اشاعت کے بعد باطل کو پہلے مٹاتا ہے اور اس کے مٹنے کے نتیجہ میں جو خلا پیدا ہوتا ہے اسے ہمیشہ ہمیش کے لئے حق سے پُر کر دکھاتا ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَ يَمْحُ اللّٰهُ الْبَاطِلَ وَ يُحِقُّ الْحَقَّ بِكَلِمٰتِهٖ ط (الشوریٰ آیت ۲۵)

اور اللہ باطل کو مٹا دیتا ہے اور پھر حق کو اپنے نشانوں کے ساتھ قائم کر دیتا ہے۔

سو آخری زمانہ میں مسیح موعود کے ذریعہ اللہ تعالیٰ نے یہی مقدر فرمایا کہ اسلام کی ابتدائی اشاعت کے نتیجہ میں ادیانِ باطلہ کا استیصال پہلے عمل میں آئے اور پھر اسلام کے کامل اور دائمی غلبہ کا دنیا میں ظہور ہو۔

الغرض اسلام کے عالمگیر غلبہ کے ضمن میں اللہ تعالیٰ نے قرآنِ مجید میں تین بنیادی باتیں بیان فرمائی ہیں اوّل یہ کہ اسلام کا یہ موعودہ غلبہ مسیح موعود کے زمانہ میں رونما ہوگا۔ دوم یہ کہ یہ غلبہ بیج سے اُگنے والی کھیتی کی طرح رفتہ رفتہ بتدریج منصّۂ شہود پر آئے گا۔ سوم یہ کہ پہلے مرحلہ کے طور پر ادیانِ باطلہ کو صفحۂ ہستی سے نابود کیا جائے گا اور پھر دوسرے مرحلہ کے طور پر اسلام زور شور سے دنیا میں پھیلنا شروع ہوگا اور اس طرح دیکھتے ہی دیکھتے پورے کرۂ ارض پر غالب آجائے گا اور پھر اس کا یہ غلبہ دائمی ہوگا۔ جو کبھی نہیں مٹے گا

غلبۂ اسلام کی آسمانی سکیم اور حضرت مسیح موعودؑ

سیدنا حضرت مسیح موعود و مہدی معہود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جنہیں اللہ تعالیٰ نے اسلام کے موعود غلبہ کو ظاہر کرنے کے لئے مبعوث فرمایا تھا جہاں اسلام کے دنیا میں غالب آنے کی آسمانی بشارات سے دنیا کو آگاہ فرمایا وہاں غلبۂ اسلام کے مذکورہ بالا تینوں بنیادی امور پر بھی تفصیل سے روشنی ڈالی چنانچہ آپ نے اپنی ماموریت کے اعلان کے ساتھ ہی اپنی بعثت کی آسمانی غرض بیان کرتے ہوئے ایک دنیا کو مخاطب کرکے پہلی

بنیادی بات یہ بیان فرمائی :

"سچائی کی فتح ہوگی اور اسلام کے لئے پھر اس تازگی اور روشنی کا دن آئے گا جو پہلے وقتوں میں آچکا ہے اور وہ آفتاب اپنے پورے کمال کے ساتھ پھر چڑھے گا جیسا کہ پہلے چڑھ چکا ہے۔" (فتح اسلام)

لیکن ساتھ ہی دوسری **بنیادی بات** آپ نے یہ بیان فرمائی کہ اسلام کا یہ غلبہ آپ ہی آپ یکدم رونما نہیں ہوگا بلکہ رفتہ رفتہ بتدریج منصۂ شہود پر آئے گا اور اسلام کو دنیا پر غالب کرنے کے لئے ہمیں بے انتہاء محنت اور جانفشانی سے قربانیاں دینا ہوں گی۔ چنانچہ ساتھ ہی آپ نے یہ بھی فرمایا :-

"لیکن ابھی ایسا نہیں۔ ضرور ہے کہ آسمان اسے (یعنی آفتابِ اسلام کو) چڑھنے سے رُکے رہے جب تک کہ محنت اور جانفشانی سے ہمارے جگر خون نہ ہو جائیں اور ہم سارے آراموں کو اس کے ظہور کے لئے نہ کھودیں اور اعزاز اسلام کے لئے ساری ذلتیں قبول نہ کریں۔ اسلام کا زندہ ہونا ہم سے ایک فدیہ مانگتا ہے وہ کیا ہے؟ ہمارا اسی راہ میں مرنا۔ یہی موت ہے جس پر اسلام کی زندگی، مسلمانوں کی زندگی اور زندہ خدا کی تجلّی موقوف ہے اور یہی وہ چیز ہے جس کا دوسرے لفظوں میں نام اسلام ہے۔ اسی اسلام کا زندہ کرنا خدا تعالیٰ اب چاہتا ہے۔" (فتح اسلام)

پھر اس ضمن میں ساتھ ہی **تیسری بات** یہ بیان فرمائی کہ اسلام کی ابتدائی اشاعت کے بعد پہلے تمام باطل مذاہب مٹا دیئے جائیں گے اور پھر ان کے استیصال کی وجہ سے رونما ہونے والے خلاء میں اسلام زور شور کے ساتھ غالب آئے گا یہاں تک کہ کل عالم پر محیط ہو جائے گا۔ چنانچہ آپ نے اس کے ساتھ ہی ایک پُرجلال و پُرہیبت الہامِ الٰہی کا ذکر کرتے ہوئے واضح فرمایا :-

"دنیا میں ایک نذیر آیا پر دنیا نے اسے قبول نہ کیا لیکن خدا اسے قبول کرے گا اور بڑے زور آور حملوں سے اس کی سچائی ظاہر کر دے گا۔" یہ انسان کی بات نہیں۔ خدا تعالیٰ کا الہام اور ربِ جلیل کا کلام ہے۔ اور مَیں یقین رکھتا ہوں کہ ان حملوں کے دن نزدیک ہیں۔ مگر یہ حملے تیغ و تبر سے نہیں ہوں گے اور تلواروں اور بندوقوں کی حاجت نہیں پڑے گی بلکہ روحانی اسلحہ کے ساتھ خدا کی مدد اترے گی۔ وہ کون لوگ ہیں؟ اس زمانہ کے ظاہر پرست لوگ جنہوں نے بالاتفاق یہودیوں کے قدم پر قدم رکھا ہے۔ ان سب کو آسمانی سیف اللہ دو ٹکڑے کرے گی اور یہودیوں کی خصلت مٹا دی جائے گی اور ہر ایک

حق پوش، دجّال، دنیا پرست، یک چشم جو دین کی آنکھ نہیں رکھتا حجّتِ قاطعہ کی تلوار سے قتل کر دیا جائے گا اور سچائی کی فتح ہوگی" (فتح اسلام)

بیج سے اُگنے والی لہلہاتی کھیتی

اس کے بعد حضرت مسیح موعود مہدی معہود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اسلام کے دنیا میں غالب آنے کے متعلق اللہ تعالیٰ کی طرف سے جتنی بھی بشارتیں ملیں جب ہم ان کا بغور مطالعہ کرتے ہیں تو صاف عیاں ہو جاتا ہے کہ وہ ان تین بنیادی حقیقتوں کی وضاحتوں پر ہی مشتمل ہیں۔

مثال کے طور پر آپ اپنے متبعین کو اس بیج سے تشبیہ دیتے ہوئے جو نشو و نما اور ترقی وارتقا کے مختلف مراحل میں سے گزر کر لہلہاتی ہوئی کھیتی یا تناور درخت کی صورت اختیار کرتا ہے، فرماتے ہیں:۔

"یہ مت خیال کرو کہ خدا تمہیں ضائع کر دے گا۔ تم خدا کے ہاتھ کا ایک بیج ہو جو زمین بویا گیا۔ خدا فرماتا ہے یہ بیج بڑھے گا اور پھولے گا اور ہر ایک طرف سے اس کی شاخیں نکلیں گی اور ایک بڑا درخت ہو جائے گا۔ پس مبارک وہ جو خدا کی بات پر ایمان رکھے اور درمیان میں آنے والے ابتلاؤں سے نہ ڈرے کیونکہ ابتلاؤں کا آنا بھی ضروری ہے تا خدا تمہاری آزمائش کرے کہ کون اپنے دعویٰ ایمان میں صادق اور کون کاذب ہے۔ وہ جو کسی ابتلاء میں لغزش کھائے گا وہ کچھ بھی خدا کا نقصان نہیں کرے گا اور بدبختی اس کو جہنم تک پہنچائے گی۔ اگر وہ پیدا نہ ہوتا تو اس کے لئے اچھا ہوتا۔ مگر وہ سب لوگ جو آخر تک صبر کریں گے اور ان پر مصائب کے زلزلے آئیں گے اور حوادث کی آندھیاں چلیں گی اور قومیں ان سے ٹھٹھا کریں گی اور دنیا ان سے سخت کراہت سے پیش آئے گی وہ آخر فتحیاب ہوں گے اور برکتوں کے دروازے ان پر کھولے جائیں گے۔" (الوصیت)

پھر اسی حقیقت کو اور زیادہ تفصیل اور وضاحت کے ساتھ بیان کرتے ہوئے حضور علیہ السلام مزید فرماتے ہیں:

"ہر ایک جو ہر قابل کے لئے یہی قانون قدرت ہے کہ وہ اوّل صدمات کا تختۂ مشق ہوتا ہے۔ مثلاً اس زمین کو دیکھو جب انسان کئی مہینے تک اپنی قلبہ رانی کا تختۂ مشق رکھتا ہے اور ہل چلانے سے اس کا جگر پھاڑتا رہتا ہے ...... اسی طرح وہ حقیقی کسان کبھی اپنے خاص بندوں کو مٹی میں پھینک دیتا ہے اور لوگ ان کے اوپر چلتے ہیں اور پیروں کے نیچے کچلتے ہیں اور ہر ایک طرح سے ان کی ذلت ظاہر ہوتی ہے۔ تب تھوڑے دنوں کے بعد وہ دانے سبزہ کی شکل پر ہو کر نکلتے ہیں اور ایک

عجیب رنگ اور آب کے ساتھ نمودار ہوتے ہیں جو ایک دیکھنے والا تعجب کرتا ہے۔ یہی قدیم سے برگزیدہ لوگوں کے ساتھ سنت اللہ ہے کہ وہ ورطۂ عظیمہ میں ڈالے جاتے ہیں لیکن غرق کرنے کے لئے نہیں بلکہ اس لئے کہ تا ان موتیوں کے وارث ہوں کہ جو دریائے وحدت کے نیچے ہیں اور وہ آگ میں ڈالے جاتے ہیں لیکن اس لئے نہیں کہ جلائے جائیں بلکہ اس لئے کہ تا خدا تعالیٰ کی قدرتیں ظاہر ہوں، اور ان سے ٹھٹھا کیا جاتا ہے اور لعنت کی جاتی ہے اور وہ ہر طرح سے ستائے اور دُکھ دیئے جاتے ہیں اور طرح طرح کی بولیاں ان کی نسبت بولی جاتی ہیں اور بدظنیاں بڑھ جاتی ہیں یہاں تک کہ بہتوں کے خیال و گمان میں بھی نہیں ہوتا کہ وہ سچے ہیں بلکہ جو شخص ان کو دکھ دیتا اور لعنتیں بھیجتا ہے وہ اپنے دل میں خیال کرتا ہے کہ بہت ہی ثواب کا کام کر رہا ہے۔ پس ایک مدت تک ایسا ہی ہوتا رہتا ہے۔ اور اگر اس برگزیدہ پر بشریت کے تقاضے سے کچھ قبض طاری ہو تو خدا تعالیٰ اس کو ان الفاظ سے تسلی دیتا ہے کہ صبر کر جیسا کہ پہلوں نے صبر کیا اور فرماتا ہے کہ مَیں تیرے ساتھ ہوں اور دیکھتا ہوں۔ پس وہ صبر کرتا رہتا ہے۔ یہاں تک کہ امرِ مقدر اپنی مدتِ مقررہ تک پہنچ جاتا ہے۔ تب غیرتِ الٰہی اس غریب کے لئے جوش مارتی ہے اور ایک ہی تجلّی میں اعداء کو پاش پاش کر دیتی ہے۔ سو اول نوبت دشمنوں کی ہوتی ہے اور آخر میں اس کی نوبت آتی ہے۔

...... جو خاتمۂ امر پر مقدر ہو چکا ہے وہ یہی ہے کہ بار بار کے الہامات اور مکاشفات سے جو ہزارہا تک پہنچ گئے ہیں اور آفتاب کی طرح روشن ہیں خدا تعالیٰ نے میرے پر ظاہر کیا کہ مَیں آخر کار تجھے فتح دوں گا اور ہر ایک الزام سے تیری بریت ظاہر کر دوں گا اور تجھے غلبہ ہوگا اور تیری جماعت قیامت تک اپنے مخالفوں پر غالب ہوگی۔" (انوار الاسلام ص۵۲ تا ص۵۴)

مذاہبِ باطلہ اور ان کا کُلّی استیصال

پھر یہ بھی ضروری تھا کہ ابتداءً آہستہ آہستہ اسلام پھیلنے کے ساتھ ساتھ وَيَمْحُ اللّٰهُ الْبَاطِلَ کے تحت پہلے جملہ باطل مذاہب کا استیصال عمل میں آئے۔ چنانچہ حضور علیہ السلام نے ان مذاہب کے مٹنے کی بھی نہایت زور دار الفاظ میں پیشگوئی فرمائی۔ اُس وقت ہندو دھرم میں سے علی الخصوص آریہ مت، اہلِ کتاب میں سے بالخصوص عیسائیت جدید افکار و نظریات میں سے خاص طور پر فلسفہ و دہریت اور خود اہلِ اسلام میں سے سراسر بدعاتِ قبیحہ پر مبنی مولویوں کے خود ساختہ مذہب کی وجہ سے اسلام کو شدید خطرہ لاحق تھا اور یہ سب مذاہب غلبۂ اسلام کی راہ میں زبردست روک بنے

ہوئے تھے۔ آپ نے اللہ تعالیٰ سے خبر پاکر ان میں سے ہر ایک روک کاوٹ کے دور ہونے کی نہایت زوردار الفاظ میں پیشگوئی فرمائی۔

آریہ مت۔ مثال کے طور پر آپ نے آریہ مت کے بہت جلد مٹنے کی پیشگوئی شائع کرتے ہوئے رقم فرمایا:۔

"ابھی تم میں سے لاکھوں اور کروڑوں انسان زندہ ہوں گے کہ اس مذہب (یعنی آریہ مت) کو نابود ہوتے دیکھ لوگے کیونکہ یہ مذہب آریہ کا زمین سے ہے نہ آسمان سے اور زمین کی باتیں پیش کرتا ہے نہ آسمان کی۔ پس تم خوش ہو اور خوشی سے اچھلو کہ خدا تمہارے ساتھ ہے۔ اگر تم صدق اور ایمان پر قائم رہوگے تو فرشتے تمہیں تعلیم دیں گے اور آسمانی سکینت تم پر اترے گی اور روح القدس سے مدد دیئے جاؤ گے اور خدا ہر ایک قدم پر تمہارے ساتھ ہوگا اور کوئی تم پر غالب نہیں ہو سکے گا۔"

(تذکرۃ الشہادتین صفحہ ۶۵)

عیسائیت۔ اسی طرح دنیا سے عیسائیت کے کالعدم ہونے کے متعلق خدائی فیصلہ کا ذکر کرتے ہوئے آپ نے رقم فرمایا:۔

"میں ہر دم اس فکر میں ہوں کہ ہمارا اور نصاریٰ کا کسی طرح فیصلہ ہو جائے۔ میرا دل مردہ پرستی کے فتنہ سے خون ہوتا جاتا ہے اور میری جان عجیب تنگی میں ہے۔ اس سے بڑھ کر اور کونسا دلی درد کا مقام ہوگا کہ ایک عاجز انسان کو خدا بنایا گیا ہے اور ایک مشت خاک کو رب العالمین سمجھا گیا ہے۔ میں کبھی کا اس غم سے فنا ہو جاتا اگر میرا مولیٰ میرا قادر توانا مجھے تسلی نہ دیتا کہ آخر توحید کی فتح ہے۔ غیر معبود ہلاک ہوں گے اور جھوٹے خدا اپنی خدائی کے وجود سے منقطع کئے جائیں گے۔ مریم کی معبودانہ زندگی پر موت آئے گی اور نیز اس کا بیٹا اب ضرور مرے گا۔ خدا قادر فرماتا ہے کہ اگر میں چاہوں تو مریم اور اس کے بیٹے عیسیٰ اور تمام زمین کے باشندوں کو ہلاک کروں۔ سو اب اس نے چاہا ہے کہ ان دونوں کی جھوٹی معبودانہ زندگی کو موت کا مزا چکھاوے۔ سو اب دونوں مریں گے کوئی ان کو بچا نہیں سکتا اور وہ تمام خراب استعدادیں بھی مریں گی جو جھوٹے خداؤں کو قبول کر لیتی تھیں۔ نئی زمین ہوگی اور نیا آسمان ہوگا۔ اب وہ دن نزدیک آتے ہیں کہ جو سچائی کا آفتاب مغرب سے چڑھے گا اور یورپ کو سچے خدا کا پتہ لگے گا اور بعد اس کے توبہ کا دروازہ بند ہوگا۔ کیونکہ داخل ہونے والے بڑے زور سے داخل ہو جائیں گے وہی باقی رہ جائیں گے جن کے دل پر فطرت سے دروازے بند ہیں اور نور سے نہیں بلکہ تاریکی سے محبت رکھتے ہیں۔ قریب ہے کہ سب ملتیں ہلاک ہونگی مگر اسلام اور سب حربے ٹوٹ جائیں گے مگر اسلام کا آسمانی حربہ کہ وہ نہ ٹوٹے گا

اور نہ کند ہوگا جب تک دجالیت کو پاش پاش نہ کردے وہ وقت قریب ہے کہ خدا کی سچی توحید، جس کو بیابانوں کے رہنے والے اور تمام تعلیموں سے غافل بھی اپنے اندر محسوس کرتے ہیں ملکوں میں پھیلے گی۔ اس دن نہ کوئی مصنوعی کفارہ باقی رہے گا اور نہ کوئی مصنوعی خدا۔ اور خدا کا ایک ہی ہاتھ کفر کی سب تدبیروں کو باطل کردے گا لیکن نہ کسی تلوار سے اور نہ کسی بندوق سے بلکہ مستعد روحوں کو روشنی عطا کرنے سے اور پاک دلوں پر ایک نور اتارنے سے۔ تب یہ باتیں جو میں کہتا ہوں سمجھ میں آئیں گی۔" (تبلیغ رسالت جلد ششم ص۸)

فلسفہ و دہریت ۔ نیز فلسفہ اور دہریت کے بھی نابود ہونے سے متعلق خدائی تقدیر کا ذکر کرتے ہوئے اعلان فرمایا۔

"اس زمانہ میں جو مذہب اور علم کی نہایت سرگرمی سے لڑائی ہو رہی ہے اس کو دیکھ کر اور علم کے مذہب پر حملے مشاہدہ کرکے بے دل نہیں ہونا چاہیئے کہ اب کیا کریں۔ یقیناً سمجھو کہ اس لڑائی میں اسلام کو مغلوب اور عاجز دشمن کی طرح صلح جوئی کی حاجت نہیں بلکہ اب زمانہ اسلام کی روحانی تلوار کا ہے جیسا کہ وہ پہلے کسی وقت اپنی ظاہری طاقت دکھلا چکا ہے۔ یہ پیشگوئی یاد رکھو کہ اس لڑائی میں بھی دشمن ذلت کے ساتھ پسپا ہوگا اور اسلام فتح پائے گا۔ حال کے علوم جدیدہ کیسے ہی زور آور حملے کریں۔ کیسے ہی نئے ہتھیاروں کے ساتھ چڑھ چڑھ کر آویں مگر انجام کار ان کے لئے ہزیمت ہے۔ میں شکر نعمت کے طور پر کہتا ہوں کہ اسلام کی اعلیٰ طاقتوں کا مجھ کو علم دیا گیا ہے جس علم کی رو سے میں کہہ سکتا ہوں کہ اسلام نہ صرف فلسفۂ جدیدہ کے حملے سے اپنے تئیں بچائے گا بلکہ حال کے علوم مخالفہ کو جہالتیں ثابت کر دے گا۔ اسلام کی سلطنت کو ان چڑھائیوں سے کچھ بھی اندیشہ نہیں ہے جو فلسفہ اور طبعی کی طرف سے ہو رہے ہیں۔ اس کے اقبال کے دن نزدیک ہیں اور میں دیکھتا ہوں کہ آسمان پر اس کی فتح کے دن نمودار ہیں۔ یہ اقبال روحانی ہے اور فتح بھی روحانی تا باطل علم کی مخالفانہ طاقتوں کو اس کی الٰہی طاقت ایسا ضعیف کرے کہ کالعدم کر دیوے۔"

(آئینہ کمالات اسلام ص۲۵۵ حاشیہ)

مولویوں کی بدعات قبیحہ ۔ اور مولویوں کی پھیلائی ہوئی بدعات کے مٹنے اور ان کے ناکام و نامراد رہنے کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا:

"یہ لوگ (مراد بدعات قبیحہ پھیلانے والے اور حقیقی اسلام کی مخالفت کرنے والے مولوی) یاد رکھیں کہ ان کی عداوت سے اسلام کو کچھ بھی ضرر نہیں پہنچ سکتا۔ کیڑوں کی طرح خود ہی مر

جائیں گے مگر اسلام کا نور دن بدن ترقی کرے گا۔ خدا تعالیٰ نے چاہا ہے کہ اسلام کا نور دنیا میں پھیلا دے۔ اسلام کی برکتیں اب ان مگس طینت مولویوں کی بک بک سے رک نہیں سکتیں خدا تعالیٰ نے مجھے مخاطب کر کے صاف لفظوں میں فرمایا ہے ۔ ۔ ۔ ۔

میں تجھے عزت دوں گا اور بڑھاؤں گا اور تیرے آثار میں برکت رکھ دوں گا یہاں تک کہ بادشاہ تیرے کپڑوں سے برکت ڈھونڈیں گے۔

اب اے مولویو! اے بخل کی سرشت والو! اگر طاقت ہے تو خدا تعالیٰ کی ان پیشگوئیوں کو ٹال کر دکھاؤ ہر ایک قسم کے فریب کام میں لاؤ اور کوئی فریب اٹھا نہ رکھو پھر دیکھو کہ آخر خدا تعالیٰ کا ہاتھ غالب ہوتا ہے یا تمہارا۔" (تبلیغ رسالت جلد دوم ص۹۲)

اسلام کا کامل اور دائمی عالمگیر غلبہ

پہلے مرحلہ کے طور پر وَيَمْحُ اللّٰهُ الْبَاطِلَ کے تحت ادیانِ باطلہ کے مٹنے کے علاوہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے وَيُحِقُّ الْحَقَّ بِكَلِمٰتِهٖ کے تحت دوسرے اور فیصلہ کن مرحلہ کے طور پر اسلام کے پورے کرۂ ارض پر غالب آنے کی عظیم الشان بشارت دیتے ہوئے ایک دنیا کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا:۔

"خدا تعالیٰ نے مجھے بار بار خبر دی ہے کہ وہ مجھے بہت عظمت دے گا اور میری محبت دلوں میں بٹھا دے گا اور میرے سلسلہ کو تمام دنیا میں پھیلائے گا اور سب فرقوں پر میرے فرقہ کو غالب کرے گا اور میرے فرقہ کے لوگ اس قدر علم اور معرفت میں کمال حاصل کریں گے کہ اپنی سچائی کے نور اور اپنے دلائل اور نشانوں کے رُو سے سب کا منہ بند کر دیں گے اور ہر ایک قوم اس چشمہ سے پانی پئے گی اور یہ سلسلہ زور سے بڑھے گا اور پھولے گا یہاں تک کہ زمین پر محیط ہو جائیگا بہت سی روکیں پیدا ہونگی اور ابتلاء آئیں گے۔ مگر خدا سب کو درمیان سے اٹھا دے گا اور اپنے وعدے کو پورا کرے گا اور خدا نے مجھے مخاطب کر کے فرمایا کہ میں تجھے برکت پر برکت دوں گا یہاں تک کہ بادشاہ تیرے کپڑوں سے برکت ڈھونڈیں گے۔

سو اے سننے والو! ان باتوں کو یاد رکھو اور ان پیش خبریوں کو اپنے صندوقوں میں محفوظ رکھ لو کہ یہ خدا کا کلام ہے جو ایک دن پورا ہوگا۔" (تجلیات الٰہیہ صفحہ ۲۱، ۲۲)

پھر اس امر کو واضح کرتے ہوئے کہ اسلام کا یہ غلبہ ہر لحاظ سے کامل دائمی اور عالمگیر ہوگا۔ آپ نے پوری تحدی کے ساتھ فرمایا:۔

"اے تمام لوگو سن رکھو یہ اس کی پیشگوئی ہے جس نے زمین و آسمان بنایا۔ وہ اپنی اس جماعت کو تمام ملکوں میں پھیلا دے گا اور حجت اور برہان کی رُو سے سب پر ان کو غلبہ بخشے گا۔ وہ دن آتے ہیں بلکہ قریب ہیں کہ دنیا میں صرف یہی ایک مذہب ہوگا جو عزت کے ساتھ یاد کیا جائے گا۔ خدا اس مذہب اور اس سلسلہ میں نہایت درجہ اور فوق العادت برکت ڈالے گا اور ہر ایک کو جو اس کے معدوم کرنے کی فکر رکھتا ہے نامراد رکھے گا اور یہ غلبہ ہمیشہ رہے گا یہاں تک کہ قیامت آجائے گی۔ ... یاد رکھو کہ آسمان سے کوئی نہیں اترے گا۔ ہمارے سب مخالف جو اب زندہ موجود ہیں وہ تمام مریں گے اور کوئی ان میں سے عیسیٰ بن مریم کو آسمان سے اترتے نہیں دیکھے گا اور پھر ان کی اولاد جو باقی رہے گی وہ بھی مرے گی اور ان میں سے کوئی بھی عیسیٰ بن مریم کو آسمان سے اترتے نہیں دیکھے گا اور پھر اولاد کی اولاد مرے گی اور وہ بھی مریم کے بیٹے کو آسمان سے اترتے نہیں دیکھے گی۔ تب خدا ان کے دلوں میں گھبراہٹ ڈالے گا کہ زمانہ صلیب کے غلبہ کا بھی گزر گیا اور دنیا دوسرے رنگ میں آگئی مگر مریم کا بیٹا عیسیٰ ابھی تک آسمان سے نہ اترا۔ تب دانشمند یکدفعہ اس عقیدے سے بیزار ہو جائیں گے اور ابھی تیسری صدی آج کے دن سے پوری نہیں ہوگی کہ عیسیٰ کا انتظار کرنے والے کیا مسلمان اور کیا عیسائی سخت نومید اور بدظن ہو کر اس جھوٹے عقیدہ کو چھوڑ دیں گے اور دنیا میں ایک ہی مذہب ہوگا اور ایک ہی پیشوا۔ میں تو ایک تخم ریزی کرنے آیا ہوں سو میرے ہاتھ سے وہ تخم بویا گیا اور اب وہ بڑھے گا اور پھولے گا اور کوئی نہیں جو اس کو روک سکے۔" (تذکرۃ الشہادتین صفحہ ۶۴-۶۵)

غلبۂ اسلام کی ان تمام بشارتوں سے صاف عیاں ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بعثت کے نتیجہ میں اسلام کا کل دنیا میں غالب آنا مقدر ہے۔ پہلے جملہ ادیانِ باطلہ کا استیصال عمل میں آئے گا اور پھر کل دنیا میں اسلام اس طور پر غالب آئیگا کہ بحر و بر کا کوئی حصہ بھی اس غلبہ سے باہر نہیں رہے گا۔ مزید برآں بتدریج اور گام بگام رونما ہونے والا یہ غلبہ جب اپنے کمال کو پہنچے گا تو پھر کبھی نہیں مٹے گا بلکہ قیامت تک اسی طرح چلتا چلا جائے گا۔

بتدریج پوری ہونے والی ان بشارتوں کو ہم اپنی آنکھوں سے پورا ہوتے دیکھ رہے ہیں۔ ادیانِ باطلہ یعنی آریہ مت، عیسائیت، فلسفہ و دہریت، مولویوں کی پھیلائی بدعات اور سراسر غلط نظریات وغیرہ کا زور عملاً ٹوٹ چکا ہے اور اب دنیا اور ہی رنگ میں آتی جا رہی ہے۔ ان مذاہب کا اب نام ہی نام باقی رہ گیا ہے۔ ایک زندہ اور دلوں کو مسخر کرنے والی قوت کے طور پر یہ کالعدم ہو چکے ہیں اور حالات بہت جلد ایسا رخ اختیار کرنے والے ہیں کہ اسلام زور شور سے دنیا میں پھیلنا شروع ہو اور یَدْخُلُوْنَ فِیْ دِیْنِ اللّٰہِ اَفْوَاجًا کا نظارہ آنکھوں کے سامنے آجائے۔ یہ نظارہ چشمِ فلک دیکھے گی اور ضرور دیکھے گی اس لئے کہ یہ خدا کی تقدیر اور

کلمات طیبات حضرت مسیح موعود علیہ السلام

اے سونے والو بیدار ہو جاؤ اے غافلو اٹھ بیٹھو

کہ

ایک انقلابِ عظیم کا وقت آگیا

پچھلی راتوں کو اٹھو اور خدا تعالےٰ سے رو رو کر ہدایت چاہو

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں :-

"اے سونے والو بیدار ہو جاؤ۔ اے غافلو اٹھ بیٹھو کہ ایک انقلابِ عظیم کا وقت آگیا۔ یہ رونے کا وقت ہے نہ سونے کا اور تضرع کا وقت ہے نہ ٹھٹھے کا اور ہنسی اور تکفیر بازی کا۔ دعا کرو خدا وند کریم تمہیں آنکھیں بخشے تا تم موجودہ ظلمت کو بھی بتمام و کمال دیکھ لو اور نیز اس نور کو بھی جو رحمتِ الٰہیہ نے اس ظلمت کو مٹانے کے لئے تیار کیا ہے۔ پچھلی راتوں کو اٹھو اور خدا تعالےٰ سے رو رو کر ہدایت چاہو اور ناحق حقانی سلسلہ کے مٹانے کے لئے بددعائیں مت کرو اور نہ منصوبے سوچو۔ خدا تعالےٰ تمہاری غفلت اور بھول کے ارادوں کی پیروی نہیں کرتا۔ وہ تمہارے دماغوں اور دلوں کی بے وقوفیاں تم پر ظاہر کرے گا اور اپنے بندے کا مددگار رہے گا اور اس درخت کو کبھی نہیں کاٹے گا جس کو اس نے اپنے ہاتھ سے لگایا ہے۔ کیا کوئی تم میں سے اپنے اس پودہ کو کاٹ سکتا ہے جس کے پھل لانے کی اس کو توقع ہے۔ پھر وہ جو دانا و بینا اور ارحم الراحمین

ہے وہ کیوں اپنے اس پودے کو کاٹے جس کے پھلوں کے مبارک دنوں کی وہ انتظار کر رہا ہے جبکہ تم انسان ہو کر ایسا کام کرنا نہیں چاہتے۔ پھر وہ جو عالم الغیب ہے جو ہر ایک دل کی تہ تک پہنچا ہوا ہے کیوں ایسا کام کرے گا پس تم خوب یاد رکھو کہ تم اس لڑائی میں اپنے ہی اعضاء پر تلواریں مار رہے ہو۔ سو تم ناحق آگ میں ہاتھ مت ڈالو ایسا نہ ہو کہ وہ آگ بھڑکے اور تمہارے ہاتھ کو بھسم کر ڈالے۔ یقیناً سمجھو کہ اگر یہ کام انسان کا ہوتا تو بہتیرے اس کے نابود کرنے والے پیدا ہو جاتے اور نیز یہ اس اپنی عمر تک بھی ہرگز نہ پہنچتا جو بارہ برس کی مدت اور بلوغ کی عمر ہے۔ کیا تمہاری نظر میں کبھی کوئی ایسا مفتری گزرا ہے کہ جس نے خدا تعالیٰ پر افترا کر کے کہ وہ مجھ سے ہمکلام ہے۔ پھر اس مدت مدید کے سلامتی کو پا لیا ہو افسوس کہ تم کچھ بھی نہیں سوچتے اور قرآن کریم کی ان آیتوں کو یاد نہیں کرتے جو خود نبی کریمؐ کی نسبت اللہ جلشانہ فرماتا ہے اور کہتا ہے کہ اگر تو ایک ذرہ مجھ پر افترا کرتا تو میں تیری رگِ جان کاٹ دیتا۔ پس نبی کریمؐ سے زیادہ تر کون عزیز ہے کہ جو اتنا بڑا افترا کر کے اب تک بچا رہے بلکہ خدا تعالیٰ کی نعمتوں سے مالا مال بھی ہو۔ سو بھائیو نفسانیت سے باز آجاؤ اور جو باتیں خدا تعالیٰ کے علم سے خاص ہیں ان سے حد سے بڑھ کر ضد مت کرو اور عادت کے سلسلہ کو توڑ کر ایک نئے انسان بن کر تقوے کی راہوں میں قدم رکھو تا تم پر رحم ہو اور خدا تعالیٰ تمہارے گناہ بخش دیوے۔ سو ڈرو اور باز آجاؤ۔ کیا تم میں ایک بھی رشید نہیں؟

وان لم تنتھوا فسوف یاتی اللہ بنصرۃ من عندہ وینصر عبدہ ویمزق اعدائہ ولا تضرونہ شیئاً۔"

(آئینہ کمالات اسلام ص۵۲-۵۵)

منظوم عربی کلام حضرت مسیح موعود علیہ السلام

إِلٰهِي أَغِثْنِي يَا إِلٰهِي أَمِدَّنِي

(اے میرے خدا میری فریاد رسی کر اور میرے خدا میری مدد فرما)

سَئِمْنَا تَكَالِيفَ التَّطَاوُلِ مِنْ عِدًا   تَمَادَتْ لَيَالِي الْجَوْرِ يَا رَبِّ فَانْصُرِ

ہم دشمنوں کی طرف سے بڑھے ہوئے حد تک تکالیف پہنچائے جانے پر اکتا گئے ہیں اے میرے رب ظلم کی راتیں لمبی ہوگئی ہیں اب تو میری مدد فرما۔

وَأَنْتَ رَحِيمٌ ذُوْحَنَانٍ وَرَحْمَةٍ   فَنَجِّ عِبَادَكَ مِنْ وَبَالٍ مُّدَمِّرِ

اور تُو بار بار رحم کرنے والا مہربان اور صاحبِ رحمت ہے۔ پس تُو اپنے بندوں کو ہلاک کرنے والے بُرے انجام سے نجات دے

رَأَيْتَ الْخَطَايَا فِيْ أُمُوْرٍ كَثِيْرَةٍ   وَإِسْرَافَنَا فَاغْفِرْ وَأَيِّدْ وَعَزِّرِ

تُو نے بہت سے امور میں ہماری خطائیں اور ہماری زیادتیاں دیکھی ہیں۔ پس تُو ہمیں معاف فرما اور تائید اور نصرت فرما

وَأَنْتَ كَرِيْمُ الْوَجْهِ مَوْلًى مُّجَامِلٌ   فَلَا تَطْرُدِ الْغِلْمَانَ بَعْدَ التَّخَيُّرِ

اور تُو بہت فیاض اور مہربان آقا ہے۔ پس تُو اپنے بندوں کو پسند کرنے کے بعد اپنی ذات سے الگ نہ کر۔

وَجِئْنَاكَ كَالْمَوْتَى فَأَحْيِ أُمُوْرَنَا   وَنَسْتَغْفِرَنَّكَ مُسْتَغِيْثِيْنَ فَاغْفِرِ

ہم مُردوں کی طرح تیرے پاس آئے ہیں پس تُو ہمارے کاموں کو زندہ کر دے اور اپنے گناہوں کی بخشش کیلئے فریادی بنکر تیرے حضور آئے ہیں پس تُو ہمارے گناہ معاف فرما

إِلٰهِي فَدَتْكَ النَّفْسُ أَنْتَ مَقَاصِدِي   تَعَالَ بِفَضْلٍ مِّنْ لَّدُنْكَ وَبَشِّرِ

اے میرے خدا تجھ پر میری جان قربان ہو تُو ہی میرا مقصود ہے۔ اپنا فضل لے کر آجا اور خوشخبری دے دے

إِلٰهِي أَغِثْنِي يَا إِلٰهِي أَمِدَّنِي   وَبَشِّرْ بِمَقْصُوْدِي حَنَانًا وَخَبِّرِ

اے میرے خدا میری فریاد رسی کر اور اے میرے خدا میری مدد فرما اور اپنی مہربانی سے میرے مقصود کی بشارت اور خبر مجھے دیدے

(سرّ الخلافہ)

منظوم فارسی کلام حضرت مسیح موعود علیہ السلام

چارہ دل کلام دلدار است

(دل کا علاج تو دلدار کا کلام ہے۔)

این خرد جملہ خلق مے دارند
عقل تو سارے جہان کے پاس ہے شیخی نہ مار

ناز کم کن کہ چوں تو بسیار اند
کہ تیرے جیسے بہتیرے پڑے پھرتے ہیں

چارہ دل کلام دلدار است
دل کا علاج تو دلدار کا کلام ہے۔

ہرچہ غیرش کنند بیکار است
اسکے سوا جو علاج بھی لوگ تجویز کریں فضول ہے

زہر فرقت چشی و ناکامی
تو جدائی کا زہر چکھ رہا ہے اور نامراد ہے

باز منکر ز وحی و الہامی
مگر پھر بھی وحی و الہام سے منکر ہے

جاں تو بر لب از نخوردن آب
پانی نہ پینے سے تو جاں بلب ہو رہا ہے۔

باز از آب زندگی رو تاب
پھر بھی آب حیات سے روگرداں ہے۔

داروئے ہر شکے کہ در دلہاست
ہر اس شک کا علاج جو دلوں میں پیدا ہو

آں بدار الشفا وحی خدا است
وہ خدا کی وحی کے شفا خانہ میں ہے۔

ہست بر عقل منت الہام
عقل پر الہام کا احسان ہے کہ اسکی برکت سے

کہ از و پختہ ہر تصور خام
ہر کمزور خیال پختہ ہو جاتا ہے۔

آں گماں برد و ایں نمود فراز
عقل نے صرف گمان کیا لیکن الہام نے کھول کر دکھلایا

آں نہاں گفت و ایں کشود آں راز
عقل نے دل میں ایک بات سوچی اور الہام نے وہ راز کھول کر رکھدیا۔

آنکہ بشکست بت دل ما
وہ چیز جس نے ہمارے دل کے بت کو توڑ دیا۔

ہست وحی خدائے بے ہمتا
وہ خدائے لاثانی کی وحی ہی تو ہے۔

(درثمین)

الٰہی سلسلوں کے دو امتیازی نشان

(سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز)

"الٰہی سلسلوں کے دو امتیازی نشان ہوتے ہیں۔ ایک تو یہ کہ الٰہی سلسلوں میں داخل ہونے والا اور اللہ تعالیٰ کی قائم کردہ جماعت کا فرد عبدِ مسلم ہوتا ہے اور دوسرے یہ کہ وہ عبدِ محسن ہوتا ہے ـــ میں نے جو آیت ابھی تلاوت کی ہے۔ بَلٰى مَنْ اَسْلَمَ وَجْهَهٗ لِلّٰهِ وَهُوَ مُحْسِنٌ فَلَهٗٓ اَجْرُهٗ عِنْدَ رَبِّهٖ وَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ (البقرہ آیت ۱۱۳) اس میں ان دونوں باتوں کی طرف اشارہ ہے۔ اسلام نام ہے اس بات کا کہ انسان کا اپنا کوئی ارادہ باقی نہ رہے اور اس پر ایک موت وارد ہو جائے۔ انسان اپنی تمام خواہشات کے ساتھ اور اپنی تمام قوتوں کے ساتھ اپنے رب کے پاؤں پر گر جائے اور اس سے کہے کہ اے میرے پیدا کرنے والے محبوب! جو کچھ مجھے ملا تیرے فضل سے ملا۔ جو کچھ مجھے مل رہا ہے وہ تیرے فضل سے ہی مل رہا ہے اور جو کچھ ملے گا وہ بھی تیرے فضل سے ہی ملے گا کیونکہ میں تو کچھ بھی نہیں ہوں۔ میری آنکھ صرف اس وقت دیکھ سکتی ہے جب تیرا فضل اسے کہے کہ وہ دیکھے۔ میری زبان صرف اس وقت بول یا چکھ سکتی ہے جب زبان پر تیرا حکم نازل ہو کہ وہ بولے۔ اور لذت اور سرور حاصل کرے۔ اسی طرح میرے کانوں کی شنوائی بھی تیری رحمت کی محتاج اور میرے حواس کی حس بھی تیرے فضل کے بغیر زندہ اور قائم نہیں رہ سکتی۔ اے خدا تو نے ہمیں بہت کچھ دیا ہے۔ تو قادر و توانا ہے اور بہت کچھ دے سکتا ہے۔ ہماری امیدوں سے بھی زیادہ ہماری توقعات سے بھی زیادہ۔ ہمارے تخیل اور تصور سے بھی زیادہ دے سکتا ہے۔ ہمیں جو کچھ بھی مل سکتا ہے وہ تیری رحمت کے طفیل ہی مل سکتا ہے۔ ہم تیرے حضور جھکتے اور تیری رضا کی خاطر اور تیرے وصل کے لئے تیری محبت پانے کے لئے ہم اپنے اوپر ایک موت وارد کرتے ہیں۔ اے زندہ اور زندگی بخش! تو ہماری اس موت کو اپنی راہ میں قبول کر اور ہمیں وہ زندگی دے جس پر فرشتے بھی رشک کریں۔

ہر احمدی جب تک عبدِ مسلم نہیں بنتا اس معنے میں کہ ہر وقت اور ہر آن اسے یہ احساس رہے کہ اس نے جو کچھ بھی پایا وہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے پایا اور ہم جو کچھ بھی پائیں گے اسی کے فضل سے پائیں گے۔ ہم تو کچھ بھی نہیں ہیں۔ ہمارے پاس نہ تو عزت ہے نہ دولت ہے اور نہ اقتدار ہے۔ لیکن عزتیں اللہ تعالیٰ ہی دیتا ہے اور اموال بھی

وہی تقسیم کرتا ہے۔ پھر اموال جب وصول ہو جاتے ہیں تو ان کے نتائج اچھے بھی وہی نکالتا ہے جس سے ایک خوشی اور بشاشت کا ماحول پیدا ہوتا ہے

پس تم ہمیشہ عبدِ مسلم بنے رہو کیونکہ اس کے بغیر ہم اپنے مقصود کو پا نہیں سکتے۔ اس کے بغیر اللہ تعالیٰ جو ہم سے چاہتا ہے وہ ہم اسے دے نہیں سکتے۔ اس کے بغیر وہ موت ہمیں مل نہیں سکتی جس کے بعد ایک ابدی اور خوشحالی زندگی آسمان سے عطا کی جاتی ہے۔

دوسرا امتیازی نشان الٰہی جماعتوں اور ان جماعتوں کے افراد میں یہ نظر آتا ہے کہ وہ عبدِ محسن ہوتے ہیں۔ ان میں سے ہر شخص خدا تعالیٰ کی راہ میں تمام شرائط کے ساتھ اعمالِ صالحہ کو بجا لانے والا ہوتا ہے اور اللہ تعالیٰ کی مخلوق پر احسان کرنے والا ہوتا ہے۔

احسان کے لفظ کو جب دوسروں پر احسان کے معنوں میں استعمال کیا جائے تو اس کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انسان کو جو حقوق دیئے تھے وہ اپنے یہ حقوق بھی اپنے بھائیوں کو دے دیتا ہے اور اسی طرح اپنے حق سے کم لینے پر اس لئے تیار رہتا ہے کہ اسے اللہ تعالیٰ کی رضا مل جاتی ہے۔ اور پھر احسان کے یہ معنے بھی ہیں کہ اسلام میں اللہ تعالیٰ نے ہر فرد واحد کے جو حقوق قائم کئے ہیں۔ انسان ان حقوق سے زیادہ دینے کے لئے تیار ہو جائے۔ ایسا شخص محسن ہوتا ہے جس سے اللہ تعالیٰ پیار کرتا ہے۔ قرآن میں آیا ہے کہ محسنوں سے اللہ تعالیٰ پیار کرتا ہے۔ یہ وہ محسن ہوتا ہے جس کے متعلق قرآن کریم کہتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کے ساتھ ہوتا ہے۔

پس جب ہم عبدِ مسلم بننے کے بعد عبدِ محسن بھی بن جائیں۔ دیکھے شاید یوں کہنا چاہیئے کہ عبدِ مسلم بنے بغیر کوئی شخص حقیقی معنوں میں محسن نہیں بن سکتا اس لئے عبدِ مسلم بھی بنئے، عبدِ محسن بھی بنئے اور خدا تعالیٰ کے بندوں سے پیار کرنے لگے اور ان کے لئے اپنے حقوق قربان کرنے کے لئے تیار ہو جائے اور اپنے اللہ تعالیٰ نے جو حقوق قائم کئے ہیں ان سے زیادہ دینے کیلئے تیار ہو جائے۔ تو یہ وہ محسن ہوتا ہے جن کے متعلق اللہ تعالیٰ فرماتا ہے میں تمہارے ساتھ ہوں چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

إِنَّ اللّٰهَ لَمَعَ الْمُحْسِنِينَ (العنکبوت ع ۷)

غرض جسے اللہ تعالیٰ کی معیت حاصل ہو جائے اسے کسی غیر کی احتیاج کہاں باقی رہتی ہے۔ مگر جس کے ساتھ اللہ تعالیٰ نہ ہو وہ ساری دنیا پر غرور کرکے بھی کامیاب نہیں ہو سکتا۔

پس اے میرے بھائیو! اور بہنو! اپنے ان دو امتیازی نشانوں کو قائم رکھو۔ ہمیشہ عبدِ مسلم بنے رہو۔ ہمیشہ اپنے دل اور اپنی روح میں اللہ تعالیٰ کی احتیاج کا احساس زندہ رکھو۔ اسے غنی اور صمد سمجھو اور خود کو بے مایہ

(باقی دیکھیے صفحہ ۳۹ پر)

اس زمانہ میں اللہ تعالیٰ کی صفتِ رحمانیت کے خاص جلوے

امروز قومِ من نہ شناسد مقامِ من
روزے بگریہ یاد کند وقتِ خوشترم
(حضرت مسیح موعود)

(محترم جناب مرزا عبدالحق صاحب ایڈووکیٹ سرگودھا)

یوں تو اللہ تعالیٰ کی تمام صفات کا ظہور ہر زمانہ میں اور ہر آن ہوتا رہتا ہے۔ ورنہ کائناتِ عالم نہ ہی وجود میں آتی اور نہ ہی قائم رہے۔ لیکن بعض زمانے بعض صفات کے خاص ظہور کے لئے ہوتے ہیں جس زمانہ میں سے ہم گزر رہے ہیں وہ اللہ تعالیٰ کی صفتِ رحمانیت کے خاص جلووں کا زمانہ ہے۔

درحقیقت رحمانیت کے خاص جلووں کے لئے دو دور اللہ تعالیٰ کی طرف سے مقرر کئے گئے۔ ایک پہلا اور اصلی دور جو رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم فداہ ابی و امی کے مبارک ترین زمانہ کا دور تھا اور دوسرا دور جو وہ بھی حضرت رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کے طفیل ہی تھا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا مبارک زمانہ ہے۔ ان دونوں زمانوں میں رحمانیت کے خاص جلوے ظاہر ہوئے وہ پہلے کبھی نہ ہوئے تھے۔

رحمانیت کی صفت ہمارے لئے مادی اور روحانی بقا اور ترقی کے سامان مہیا فرماتی ہے۔ ایسے سامان جن میں ہمارے عمل کا کوئی دخل نہیں اور نہ ہی کسی تدبیر یا کوشش یا مال خرچ کرنے سے ہم مہیا کر سکتے ہیں۔ اس مادی دنیا میں سورج ہے جو ہمیں روشنی اور گرمی پہنچاتا ہے اور زمین کے گوشہ گوشہ کو فیض یاب کرتا ہے اور جس کے بغیر نہ انسان، نہ حیوانات، نہ نباتات اور نہ کوئی اور چیز تھوڑے سے وقت کے لئے بھی زندہ اور قائم رہ سکتی ہے وہ اللہ تعالیٰ نے خود ہی اپنے فضلِ بے پایاں سے جس کا نام رحمانیت ہے ہمارے لئے پیدا فرمایا۔ ہمارا کوئی کام یا دنیا کی کوئی دولت سورج نہیں بنا سکتی۔ اسی طرح سے ہوا اور پانی ہے کہ ان کے بغیر کبھی زندگی قائم نہیں رہ سکتی لیکن وہ بھی ہمارے کسی عمل کا نتیجہ نہیں بلکہ خدا تعالیٰ کی رحمانیت نے ہی ان کا تقاضا بھی فرمایا اور ان کو اتنی مقدار میں پیدا کر دیا کہ وہ ہر آن ہماری ضروریات کو پورا کرنے کے لئے کفایت کر سکیں۔ خود انسان کے اندر مختلف نہایت اعلیٰ درجہ کے قویٰ بھی بغیر اس کے کسی عمل کے رکھ دیئے گئے ان قویٰ کے ساتھ وہ ساری کائنات پر حکومت کرنے کے قابل ہوا۔ لیکن یہ قویٰ محض اللہ تعالیٰ کے فضلِ بے پایاں

نے اسے عنایت کئے۔ ان قوٰی سے حیرت انگیز کرشمے ظاہر ہوتے ہیں لیکن ان میں درحقیقت انسان کی اپنی کوئی خوبی نہیں وہ تو ایک دی ہوئی چیز کو ہی استعمال کرتا ہے۔ اگرچہ اس استعمال میں کسی قدر اس کا اختیار بھی رکھ دیا گیا جس کی وجہ سے وہ اس میں خوبی یا خرابی پیدا کر لیتا ہے۔

جسمانی دنیا کی طرح اخلاقی اور روحانی دنیا کا بھی حال ہے اس میں بھی اللہ تعالےٰ کی صفت رحمانیت از خود وہ سامان پیدا فرماتی ہے جو ہماری اخلاقی اور روحانی بقا اور ترقی کے لئے ضروری ہوتے ہیں۔ اخلاقی اور روحانی امور میں ہم ہر مرحلہ پر نہایت درجہ موثر اور تفصیلی راہ نمائی کے محتاج ہوتے ہیں۔ ورنہ ہم اس مادی دنیا کی چمک دمک میں کھو جاتے ہیں اور اپنی اخلاقی اور روحانی دنیا کو تباہ و برباد کر لیتے ہیں اور اس کا احساس بھی نہیں کرتے کہ ہم نے اپنے اوپر کتنا بڑا ظلم کیا اور کس طرح اس چند روزہ دنیا کی ہوا و ہوس میں اپنی نہ ختم ہونے والی آخرت کو ضائع کر دیا اور ہمیشہ آرام حاصل کرنے کی بجائے اپنے آپ کو جہنم میں ڈال لیا۔ پس ہماری اخلاقی اور روحانی زندگی کے لئے رحمانیت کا ظہور جسمانی زندگی سے بھی بہت زیادہ اہمیت رکھتا ہے۔ بلکہ یہ کہنا درست اور بالکل درست ہوگا کہ مادی دنیا کو بھی محض ہماری روحانی بقا اور ترقی کے لئے ہی بنایا گیا ہے۔ اگر روح کی بقا اور ترقی اور اس کے لئے اخروی زندگی نہ ہوتی تو اس دنیا کو ہی پیدا نہ کیا جاتا۔ جسم کی پیدائش اور پرورش کا مقصد بھی اخلاقی اور روحانی طاقتوں کی نشو و نما اور ان کا دوام ہے۔ یہ اس زندگی سے شروع ہوتا ہے اور آخرت میں تکمیل پاتا ہے جو اس دنیا میں اخلاقی اور روحانی لحاظ سے اندھا رہتا ہے۔ وہ آخرت میں بھی اندھا ہوگا اور اس کی لذتوں سے محروم۔

اس اخلاقی اور روحانی پیدائش اور نشو و نما کے لئے اللہ تعالےٰ کی صفت رحمانیت کیا کچھ کرتی ہے اس کا کچھ ٹھکانہ ہی نہیں۔ انبیاء، اولیاء، محدثین شرائع اور کلام الٰہی سب اس کے لئے آتے ہیں۔ اگر رحمانیت کا اس طور سے ظہور نہ ہوتا تو ہدایت کا پانا اخلاقی اور روحانی قوتوں کی نشو و نما کرنا اپنے رب کریم کی معرفت حاصل کرنا اور اخروی زندگی کی تیاری کرنا انسان کے بس کی بات نہ ہوتی۔ اس رحمٰن خدا نے یہ نہ چاہا کہ اس کے عاجز بندے اندھیرے میں چھوڑ دیئے جائیں اور جانوروں جیسی بے قید اور بے مقصد زندگی گزار کر چلتے بنیں اور اپنے رب کریم کو پہچاننے سے بالکل قاصر رہیں اور آخرت کی زندگی کا ان کو کچھ بھی پتہ نہ چلے اور جنت کی نعمتوں کے اہل نہ بن سکیں۔

حضرت نبی اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کے مبارک ترین وقت میں رحمانیت کا جلوہ اپنے انتہا کو پہنچ گیا۔ آپ کی ذات بابرکات میں دنیا کی اخلاقی اور روحانی زندگی کے سارے سامان پیدا کر دیئے گئے۔ آپ کے ذریعہ اللہ تعالےٰ اپنے بے نظیر حسن و جمال کے ساتھ ظاہر ہوا۔ کیا زمین و آسمان کے سارے خزانے اس حسن و جمال کے ساتھ ظاہر ہونے کا کوئی سامان پیدا کر سکتے تھے۔ آپ کا ایک ایک نقطہ انسانوں کے لئے زندگی بخش تھا۔ آپ کی ایک ایک حرکت انسانوں کے منہ کو خدا کی طرف پھیرنے والی تھی آپ نے ... وہ اور جواہرات بکھیرے کہ ان جیسے نہ کبھی پہلے نظر آئے تھے اور نہ بعد میسر ہوں گے۔ آپ کی برکت سے روحانی مردے

زندہ ہوگئے، سوئے ہوئے جاگ پڑے، اندھے بینا ہوگئے، بہرے شنوا بن گئے۔ ان پڑھ علم و حکمت سے مالا مال ہوگئے کمزور اور عاجز عزت اور حکمرانی کے تخت پر بٹھائے گئے، پھٹے ہوئے دل مل گئے۔ ایک دوسرے کے دشمن اخوت کی رسی میں باندھے گئے۔ غرضیکہ ایک ایسا انقلاب واقع ہوا کہ پہلے دیکھنے میں نہ آیا تھا۔

آپؐ پر وہ کلام اُترا جو خدا کے حسن و جمال کے جلووں سے بھرا ہوا ہے۔ خدا کی پُرکشش اور پُرعظمت صفات اس میں سمندر کی طرح ٹھاٹھیں مارتی ہوئی نظر آتی ہیں۔ تمام ایمانی امور جن کے بغیر انسان کی نجات نہیں پوری وضاحت اور پختہ دلیلوں کے ساتھ اس میں بیان کر دیئے گئے۔ تمام اعمال صالحہ کو ذہن نشین کرنے کے لئے نہایت خوبصورت پیرایہ میں ان کے نتائج کو دہرا دہرا کر واضح کیا گیا۔ نیکی کی تمام راہوں کو کھول دیا گیا۔ سابقہ تمام ہدایتوں کے نچوڑ کو یکجا کر دیا گیا۔ روح کی پیاس بجھانے کا پورا انتظام کیا گیا۔ معرفت کا کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ ہوا۔ محبتِ الٰہی کا کوئی پہلو چھوڑا نہ گیا۔ سب حجابوں کو دور کیا گیا تا اس کے عاجز بندے مقصدِ حیات کو پورا کریں۔ کیا ان میں سے کوئی ایک چیز بھی انسان اپنی تدبیر اور کوشش اور خرچ کرنے سے لا سکتا تھا۔ یہ سب کچھ محض خدا تعالےٰ کی رحمانیت ہی کر سکتی تھی اسی لئے فرمایا الرّحمٰن علّم القرآن (سورۃ رحمٰن)

اب ہم موجودہ زمانہ کی طرف آتے ہیں۔ اس وقت بھی اللہ تعالےٰ کی اس صفت نے کمال درجہ کا ظہور فرمایا۔ اس زمانہ میں دجالیت اور مادیت اپنی انتہا کو پہنچ گئی تھی۔ عاجز بندوں کو ان ظلمتوں سے نکالنے کے لئے بے حد انتشارِ نورانیت کی ضرورت تھی۔ سو اللہ تعالےٰ کی صفت نے جوش مارا اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو روحانیت کے سارے سامانوں کے ساتھ بھیجا۔ وہ خدا اور اس کے رسول حضرت خاتم النبیین صلے اللہ علیہ وسلم کی محبت میں کھویا گیا۔ اللہ تعالےٰ کی پیاری صفات اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا مبارک چہرہ اس میں منعکس کیا گیا تا وہ گم گشتہ انسانوں کو راہِ ہدایت دکھا سکے۔ اس سے وہ حقیقتیں جو کہانیاں بن چکی تھیں دوبارہ لائی گئیں۔ گم شدہ صداقتیں ظاہر ہوگئیں جنہیں اس برگزیدہ پر ایمان لانے کی توفیق ملی اور اس کی صحبت میسر آئی۔ وہ سیراب ہوئے اور خوب سیراب ہوئے۔ ان کی کایا پلٹ گئی۔ ان کے حالات اہلِ دانش کے لئے قابلِ رشک بن گئے۔ ایک دفعہ پھر حضرت رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین کا نمونہ نظر آیا۔ عبادتوں کی خوبصورتی بھی عجیب۔ قربانیاں بھی عجیب۔ اسلام پر فدائیت بھی عجیب خدا نے جو فرمایا تھا وآخرین منھم لمّا یلحقوا بھم (سورۃ جمعہ) وہ پورا ہوا۔

آپؑ پر خدا تعالےٰ کا تازہ بتازہ کلام نازل ہوا جو محض رحمانیت کے طفیل اس کے عاجز بندوں کو زندگی بخشنے کے لئے آتا ہے۔ جس طرح آسمانی پانی کے بغیر زمین زندہ نہیں ہوتی۔ اسی طرح آسمانی پانی (وحی الٰہی) کے بغیر روحانی زندگی پیدا نہیں ہوتی۔ اس مقصد کو حاصل کرنے کے لئے ہزار جتن کئے جائیں، ہزار انجمنیں بنائی جائیں، تب بھی کچھ حاصل نہیں ہوتا۔ قرآن کریم بے شک اپنی پوری آب و تاب کے ساتھ موجود تھا مگر اسے غلافوں میں لپیٹ دیا گیا۔ اس کے معنوں پر بہت

بگاڑ پیدا کر دیا گیا، اس سے استفادہ کے لئے جس توجہ تقوے اور روح کی ضرورت ہوتی ہے اسے ضائع کر دیا گیا۔ ارشادِ خداوندی میں شرط لا یمسہ الا المطھرون (واقعہ آیت ۸۰) کو پورا نہ کیا گیا تا اس کی ابدی صداقتوں پر آگاہی ہوتی، نہایت درجہ غلط مسائل گھڑ لئے گئے۔ قرآن کریم پر ایمان تازہ کرنے کے لئے خدا نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر اپنا تازہ کلام نازل فرمایا جو محض قرآن کریم کا مصدق ہے اور اس کی صداقتوں کو از سر نو ظاہر کرنے والا۔ اللہ تعالےٰ کی کوئی صفت بھی معطل نہیں ہوتی۔ صفت تکلم بھی ہمیشہ اپنا کام کرتی ہے اس کا اظہار اس شخص پر ہوا جسے خدا نے اس زمانہ میں چن لیا۔ اس نے اس کے دل پر نگاہ ڈالی اور اسے اس قابل پایا کہ اسے اپنی ہم کلامی کا شرف بخشے۔ وہ اس سے ایسا ہم کلام ہوا کہ اس کے سوالوں کے جواب براہِ راست اپنی شیریں اور پُرعظمت اور قدرتوں سے بھری ہوئی کلام کے ساتھ دینے شروع کئے یہاں تک کہ اس خدا کے محبوب نے سو مرتبہ بھی سوال کیا تو سو مرتبہ ہی اسے جواب دیا گیا۔ اس کلام نے قرآن کریم پر ایمان کو تازہ کر دیا اور اس کے انوار چمکتے ہوئے سامنے آگئے۔ روحیں پھر اس سے زندگی کا گھونٹ پینے لگیں۔ پھر اس ازلی ابدی خدا کو اس میں دیکھنے اور اس پر فدا ہونے لگیں۔ کیا یہ بات دنیا کی کوئی دولت خرچ کرنے سے بھی مل سکتی تھی۔ دنیا کا سارا سونا خرچ کرنے سے بھی خدا کے کلام کا ایک لفظ بھی اتارا نہیں جا سکتا۔ اس کے لئے ایک صافی اور خدا اور اس کے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) کی محبت میں فنا دل کی ضرورت تھی جو اس مردِ خدا حضرت مسیح موعود علیہ السلام میں پایا گیا وہ خود بھی خدا کی رحمانیت کا مظہر تھا اور اس پر نازل ہونے والا کلام بھی اسی صفت کا مظہر۔

اسی کلام الٰہی کی روشنی میں آپ نے ۸۰ کے قریب کتابیں بھی تصنیف فرمائیں جو خدا کی معرفت اور محبت سے بھری ہوئی ہیں۔ کاش کسی کو ان چیزوں کی ضرورت ہوتی تو وہ ان کتابوں کی طرف رجوع کرکے دیکھتا۔ یہ کتابیں قرآن کریم کی نہایت پاکیزہ تفسیر ہیں۔ یہ کتابیں معرفت کی منزلوں کی نشان دہی کرنے والی ہیں۔ وہ اس راستہ میں قدم قدم پر سہارا دینے والی ہیں۔ وہ اللہ تعالےٰ کے حسن و جمال کو ظاہر کرنے والی ہیں کوئی نیک نیتی اور خدا ترسی سے ان کتابوں کو دیکھے تو وہ انہیں اپنے روحانی سفر کا ساتھی پائے گا۔ لیکن بدقسمت لوگوں کو ان میں کوئی خوبی نظر نہیں آتی۔ انا للہ وانا الیہ راجعون

آپ کی کتابیں پڑھ کر انسان اللہ تعالےٰ کی صفتِ رحمانیت کے آگے سجدہ ریز ہو جاتا ہے اور تب اس آیت کی حقیقت سمجھ میں آتی ہے۔

واذا قیل لھم اسجدوا للرحمٰن قالوا وما الرحمٰن انسجد
لما تامرنا وزادھم نفوراً (الفرقان آیت ۶۱)

نہ انہیں صفتِ رحمانیت کا احساس ہوتا ہے اور نہ ہی ان کی روحیں اس کے آگے جھکتی ہیں۔ پچھلے دنوں میں نے

نے ایک بار پھر براہین احمدیہ کے پہلے چار حصے پڑھے۔ اس سے قبل کئی دفعہ پڑھ چکا تھا بلکہ اس کا پورا خلاصہ بھی ایک رجسٹر میں لکھا ہوا ہے۔ لیکن پھر بھی اس کے پڑھنے سے اللہ تعالیٰ کی صفت رحمانیت جوش مارتی ہوئی نظر آئی اور اس کے آگے بار بار جھکاؤ پیدا ہوا۔ میں کس طرح اس افسوس کا اظہار کروں کہ ہمارے مخالفین ان کتابوں میں بھرے ہوئے خزانوں سے محروم ہیں۔ وہ یہ تو عقیدہ رکھتے ہیں کہ مسیح موعود نے آکر خزانے لٹانے ہیں۔ آنے والا آیا اور اس نے یہ خزانے لٹائے لیکن حیف ان عقلوں پر جو اس کو پہچان نہ سکیں اور انہوں نے اپنے لئے اندھیرے کو پسند کیا۔ رحمانیت کے جلوے دکھائے گئے اور بار بار شدت سے دکھائے گئے لیکن ان کی آنکھیں نہ کھلیں۔ اے اللہ تو اپنے فضل بے پایاں و بے نہایت سے اپنی بھٹکی ہوئی مخلوق کو اس زندگی کے سرچشمہ سے آگاہ فرما اور انہیں خود کھینچ کر اس طرف لا اور اسلام کو تمام دنیا میں غلبہ عطا فرما۔ ایسا غلبہ کہ اس کے بعد پھر کبھی زوال نہ آئے۔

واٰخر دعوٰنا ان الحمد للہ رب العالمین

سچی توبہ سے انسان بلاؤں اور وباؤں سے محفوظ رہتا ہے

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں :-

"انسان اپنی اس مختصر زندگی میں بلاؤں سے محفوظ رہنے کا کس قدر محتاج ہے اور وہ چاہتا ہے کہ ان بلاؤں اور وباؤں سے محفوظ رہے جو شامت اعمال کی وجہ سے آتی ہیں اور یہ ساری باتیں سچی توبہ سے حاصل ہوتی ہیں۔ پس توبہ کے فوائد میں سے ایک یہ بھی فائدہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کا حافظ و نگران ہو جاتا ہے اور ساری بلاؤں کو خدا دور کر دیتا ہے اور ان منصوبوں کو جو دشمن اس کے لئے تیار کرتے ہیں ان سے محفوظ رکھتا ہے۔"

(ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ السلام جلد ۷ صفحہ ۱۵۵)

حضرت عمرؓ کی شانِ فاروقیت

مولانا عبد المالک خان صاحب قائد ایثار

سیدنا حضرت عمر فاروق ہجرت نبوی صلے اللہ علیہ وسلم سے چالیس سال قبل مکہ میں پیدا ہوئے۔ آپ کے والد ماجد کا نام خطاب تھا آپ قبیلہ بنو عدی سے تعلق رکھتے تھے۔ آپ کی کنیت ابو حفص اور لقب فاروق تھا اور فاروق ہر ایسے شخص کو کہتے ہیں جو حق و باطل میں فرق کر سکے۔ آپ کا سلسلہ نسب آٹھویں پشت میں رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم سے جا ملتا ہے۔ آپ کو فاروق کا لقب آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے اس دن دیا جب آپ اسلام لائے تھے۔ آپ کے اسلام لانے کا واقعہ نہایت عجیب غریب ہے۔ چنانچہ مورخین نے لکھا ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے دعویٰ رسالت کے بعد قریش مکہ کی طرف سے جب شدید مزاحمت شروع ہوئی اور مخالفت زور پکڑ گئی تو حضرت عمرؓ نے اپنے دل میں یہ ٹھان لیا کہ میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو قتل کر کے یہ روز کا جھگڑا ختم کر کے دم لوں گا۔ چنانچہ اس ارادہ کے ساتھ ہاتھ میں تلوار لے کر گھر سے نکل کھڑے ہوئے راستہ میں ان کے عزیز نعیم بن عبد اللہ ملے۔ انہوں نے حضرت عمر کو غیظ و غضب میں جاتے دیکھا تو پوچھا کدھر کا قصد ہے۔ تو آپ نے ان کو بتایا کہ میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو قتل کرنے جا رہا ہوں۔ یہ سنکر نعیم نے کہا کہ پہلے اپنے گھر کی تو خبر لو۔ آپ کی بہن اور بہنوئی مسلمان ہو چکے ہیں۔ یہ سنکر حضرت عمرؓ کا جوش غضب اور بھی بھڑک اٹھا اور آپ سیدھے اپنے بہنوئی کے گھر پہنچے۔ وہاں پہنچکر آپ کے کانوں میں قرآن مجید کے کلمات پڑے اور انہیں یہ یقین ہو گیا کہ یہ مسلمان ہو چکے ہیں۔ جاتے ہی اپنے بہنوئی کو غصہ سے مارنا شروع کر دیا۔ جب بہن اپنے خاوند کو چھڑانے کے لئے آگے بڑھیں تو وہ بھی زخمی ہو گئیں اور چہرہ لہولہان ہو گیا اور انہوں نے بے تاب ہو کر کہا تم چاہو تو ہمارے ٹکڑے کر دو۔ ہم تو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم پر ایمان لا چکے ہیں۔ حضرت عمرؓ کے لئے ان کی بہن کے مضبوط ایمان اور خون آلود چہرہ قلب ماہیت کا موجب بنا اور جب غصہ ٹھنڈا ہوا تو پوچھا کہ تم کیا پڑھ رہے تھے مجھے بھی دکھاؤ۔ چنانچہ حضرت عمرؓ نے سورہ طٰہٰ ہاتھ میں لے کر پڑھنا شروع کی اور جب آیت کریمہ اللہ لا الٰہ الا ھو لہ الاسماء الحسنیٰ پڑھی تو دل بے قابو ہو گیا اور دل ہی دل میں یہ فیصلہ کر لیا کہ جس خدا کا یہ کلام ہے اس کی پرستش میں تقصیر کرنا بڑی تقصیر ہے۔ ایمان کے لئے مستعد دل لے کر دربار رسالت میں پہنچے۔ اس وقت آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم دار ارقم میں چند صحابہ کرام کے ساتھ فروکش تھے۔ جب حضرت عمرؓ اندر داخل ہوئے تو رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے آپ کا دامن اپنی طرف کھینچا اور دریافت کیا کہ عمرؓ کس ارادہ سے آئے ہو۔ ادائی برحق کی آواز سنکر دل محبت سے لبریز ہو گیا اور عاجزی سے کہا ایمان لانے کے لئے اور کلمۂ شہادت پڑھ کر مسلمان ہو گئے۔ اس وقت تمام مسلمانوں نے جو دار ارقم میں

موجود تھے بے خود ہو کر نعرۂ تکبیر بلند کیا۔ اس وقت حضرت عمرؓ کی عمر ۲۷ سال تھی اور ایمان لانے والوں میں آپ کا نمبر چالیسواں تھا۔ آپ کے اسلام قبول کرنے سے اسلام کی تاریخ میں ایک نیا دور پیدا ہوا۔ اس سے پیشتر مسلمان علانیہ خانہ کعبہ میں نماز نہیں پڑھتے تھے لیکن حضرت عمرؓ کے مسلمان ہونے کے بعد آپ نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ کفار لات وعزیٰ کی پرستش خانہ کعبہ میں کرتے ہیں ہم خدائے واحد کی عبادت وہاں جا کر کیوں نہ کریں۔ چنانچہ حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے چند صحابہ کی معیت میں دو رکعت نماز خانہ کعبہ میں ادا کی۔ اس موقعہ پر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے آپ کو فاروق کا لقب عطا فرمایا۔ اور یہ سنہ نبوی کا چھٹا سال تھا۔

آپ کے اسلام قبول کرنے سے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی وہ دعا قبول ہوئی جس میں آپ نے فرمایا اللھم اعز الاسلام باحب الرجلین الیاک ابوجہل او عمر۔ یعنی اے خدا تو اسلام کو عزت دے ان دو آدمیوں میں سے جو تجھے زیادہ پیارا ہو۔ ایک ابوجہل اور دوسرے حضرت عمرؓ۔ خدا نے آپ کی دعا کو سنا اور یوں حضرت عمرؓ کا اسلام قبول کرکے محبوبِ خدا ہونا ظاہر ہو گیا۔

حضرت عمرؓ کی شانِ فاروقیت کا اظہار آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے ان ارشادات سے بھی ہوتا ہے جو کتب احادیث میں مذکور ہیں۔ جن میں سے چند ایک یہ ہیں۔

(۱) عن ابن عمر قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان اللہ جعل الحق علی لسان عمر وقلبہ رواہ الترمذی۔

یعنی حضرت ابن عمرؓ سے مروی ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالےٰ نے عمرؓ کے دل اور زبان پر حق قائم کر دیا ہے۔

(۲)۔ عن بریدہ ... قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان الشیطان لیخاف منک یا عمر رواہ الترمذی

حضرت بریدہؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے عمر شیطان تجھ سے خوف کھاتا ہے۔

(۳) عن ابی ھریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لقد کان فیما قبلکم من الامم محدثون فان یک فی امتی احد فانہ عمر (متفق علیہ)

حضرت ابوہریرہؓ سے یہ متفق علیہ حدیث مروی ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا پہلی امتوں میں لوگ محدث ہوتے تھے یعنی خدا ان سے باتیں کرتا تھا اور میری امت میں عمر کو یہ مقام حاصل ہے وہ محدث ہے خدا اس سے کلام کرتا ہے چنانچہ جنگ نہاوند کا یہ تاریخی واقعہ نہایت درجہ مشہور ہے کہ اس دفعہ اس جنگ کے دوران حضرت عمرؓ خطبہ جمعہ ارشاد فرما رہے تھے دوران خطبہ آپ نے حضرت ساریہ کو جو سپہ سالار جیش اسلام تھے مخاطب کرتے ہوئے فرمایا یا ساریۃ الجبل اور یہی آواز اس وقت حضرت ساریہ نے سنی اور اس ہدایت کی وجہ سے وہ کامیاب ہو گئے۔ آپ کی یہ بڑی کرامت تھی جو اس جنگ کے موقعہ پر ظاہر ہوئی

(تاریخ الخلفاء ص۸۵) پھر اذان کو رؤیا میں دیکھا۔

(۳) پھر آپ کی شان فاروقیت کا اظہار آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی ان رؤیا مبارکہ سے بھی ہوتا ہے۔ جو حضور علیہ التحیہ والسلام نے آپ کے بارے میں دیکھیں جو بخاری و مسلم میں مذکور ہیں۔

۱۔ عن عبد اللہ بن عمر بن الخطاب عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انہ قال بینا انا نائم اذ رأیت قدحاً اعطیت فیہ لبن فشربت منہ حتی انی لأری الری یجری فی اظفاری ثم اعطیت فضلی عمر بن الخطاب قالوا فما اوّلت ذالک یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال العلم (متفق علیہ)

حضرت عبد اللہ بن عمر بن الخطاب روایت کرتے ہیں کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں سویا ہوا تھا کہ میں نے خواب میں دیکھا مجھے دودھ کا پیالہ دیا گیا۔ جسے میں نے پیا اور ایسی تے آنا پایا کہ اس کا اثر میں نے اپنے ناخنوں تک محسوس کیا۔ پھر بچا ہوا دودھ میں نے عمر بن الخطاب کو دے دیا۔ صحابہ نے پوچھا حضور اس کی تعبیر کیا ہے آپ نے فرمایا علم ہے۔ اس حدیث سے ظاہر ہے کہ حضرت عمرؓ کو اللہ تعالیٰ نے زیور علم سے آراستہ فرمایا۔ اور علم ہی انسان کو جہالت سے ممتاز کرتا ہے۔ اور علم کی بدولت ہی انسان حق و باطل میں فرق کرتا ہے۔

۲۔ پھر مسلم میں ایک اور روایت حضرت ابو سعید خدریؓ کی یہ درج ہے کہ انہوں نے کہا۔ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بینا انا نائم رأیت الناس یعرضون وعلیہم قمص منہا ما یبلغ الثدی ومنہا ما یبلغ دون ذالک ومر عمر بن الخطاب وعلیہ قمیص یجرہ قالوا ما ذا اوّلت ذالک یا رسول اللہ قال الدین (مسلم)

یعنی آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں نے عالم خواب میں دیکھا جبکہ میں سویا ہوا تھا کہ لوگ آپ کے سامنے پیش کئے جا رہے ہیں اور وہ قمیص پہنے ہوئے ہیں۔ بعض قمیص سینے تک ہیں اور بعض کے اس سے پرے۔ اور عمر بن خطاب گزرے تو جو قمیص آپ پہنے ہوئے تھے وہ اس قدر بڑی تھی کہ آپ اسے گھسیٹ کر سنبھالتے تھے صحابہؓ نے دریافت کیا حضور نے اس کی کیا حقیقت سمجھی۔ آپ نے فرمایا دین۔ اس حدیث نبوی سے ظاہر ہے کہ عمرؓ سراپا دین تھا آپ سر سے پاؤں تک دین کے لباس میں ملبوس تھے۔

۳۔ آپ کی شان فاروقیت کا اس امر سے بھی پتہ چلتا ہے کہ خدا تعالیٰ اور خدا کے رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم نے حضرت عمرؓ کی رائے سے موافقت کی۔ چنانچہ خود حضرت عمرؓ سے یہ روایت مروی ہے کہ ایک دن انہوں نے فرمایا یا رسول اللہ آپ کے پاس اچھے برے سبھی قسم کے لوگ آتے ہیں۔ آپ امہات المومنین کو پردے کا حکم فرما دیں۔ اس پر آیت حجاب نازل ہوئی جس میں مسلمان عورتوں کو غیر محرم مردوں سے پردہ کرنے کا حکم دیا گیا۔

اسی طرح محمد حسنین ہیکل نے اپنی کتاب فاروق اعظم میں واقعہ لکھا ہے کہ حضرت عمرؓ نے شراب کے استعمال کی خرابیوں کو محسوس کر کے بارگاہِ خداوندی میں عرض کی کہ اے اللہ ہمیں شراب کے متعلق کچھ بتا چنانچہ یہ آیت نازل ہوئی۔ قل فیھما اثم کبیر اس میں چونکہ ممانعت تھی اس لئے آپ نے پھر عرض کی تو یہ آیت نازل ہوئی۔ یا ایھا الذین امنوا انما الخمر والمیسر والانصاب والازلام رجس من عمل الشیطان۔ (عمر فاروق اعظم. محمد حسنین ہیکل ص۲۴۳)

۳۔ حضرت انسؓ اور حضرت ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ حضرت عمرؓ نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے عرض کی یا رسول اللہ ہم خانہ کعبہ میں مقام ابراہیم کو مصلیٰ نہ بنائیں تو یہ آیت نازل ہوئی واتخذوا من مقام ابراھیم مصلی

۴۔ حضرت ابوہریرہؓ نے ایک دن یہ روایت بیان کرنا شروع کی کہ جس نے تہِ دل سے کہا لا الہ الا اللہ تو وہ جنت میں داخل ہوا۔ یہ سنکر حضرت عمرؓ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کے دربار میں پہنچے اور عرض کیا کہ مجھے ڈر ہے کہ لوگ اس پر تکیہ کر کے بیٹھ رہیں گے۔ انہیں عمل کرتے دیجئے۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے ان کی رائے کو شرفِ پسندیدگی عطا فرمایا اور کہا ٹھیک ہے انہیں عمل کرنے دو۔ (عمر فاروق اعظم ص۹۱)

ان واقعات سے ظاہر ہے کہ حضرت عمرؓ کی فطرت میں نورِ نبوت کا کمال پر تو تھا جس کی وجہ سے آپ حق و باطل میں فرق کرنے کی کمالی قابلیت رکھتے تھے۔

۵۔ حضرت عمرؓ کی شان فاروقیت کا اظہار اس امر سے بھی ہوتا ہے کہ آپ کا کردار اسلام اور ایمان کے معاملہ میں ایسا تھا کہ آپ کسی چیز کو حتیٰ کہ رشتہ داریوں اور تعلقات کی بھی پرواہ نہ کرتے تھے جس سے حق و باطل کا فرق بالکل نمایاں ہو جاتا ہے۔ چنانچہ اسلام کے ابتدائی دور میں کافر عورتوں کا عقد نکاح میں رکھنا جائز تھا لیکن جب یہ آیت نازل ہوئی ولا تمسکوا بعصم الکوافر تو یہ امر ممنوع ہو گیا۔ اسی بناء پر حضرت عمرؓ نے اپنی دونوں بیویوں قریبہ بنت ابی امیہ المخزومی اور کلثوم بنت خردل الخزاعی کو طلاق دے دی اور ایک مسلمہ خاتون جمیلہ بنت ثابت بن ابی الافلح سے شادی کر لی۔ (الفاروق ص۲۶)

اسی طرح عاصی بن ہشام بن مغیرہ جو قریش کا ایک معزز سردار تھا اور حضرت عمرؓ کا ماموں تھا حضرت عمرؓ کے ہاتھ سے ایک جنگ میں مارا گیا۔ یہ بات حضرت عمرؓ کی خصوصیات میں شمار کی گئی کہ اسلام کے معاملات میں قرابت اور محبت کا اثر ان پر غالب نہیں آ سکتا تھا۔ (الفاروق ص۲ ابن ہشام ص۴۹)

اسی طرح معرکہ خیبر کے بعد خیبر کی زمین کا ایک ٹکڑا جس کا نام ثمغ تھا حضرت عمرؓ کے حصہ میں آیا۔ حضرت عمرؓ نے اس کو خدا کی راہ میں وقف کر دیا۔ چنانچہ صحیح مسلم باب الوقف میں یہ واقعہ تفصیل سے مذکور ہے۔ اسلام کی تاریخ میں یہ پہلا وقف تھا جو عمل میں آیا (الفاروق ص۲۷)

۵۔ آپ کی شان فاروقیت کو ظاہر کرنے والا پانچواں امر یہ ہے کہ آپ کا دل توحید باری تعالیٰ کی عظمت و غیرت

سے بڑھتا اور آپ کی طبیعت فوراً ان امور میں فرق محسوس کرلیتی تھی جس سے ذرا بھی توحید میں فرق آتا۔ چنانچہ کعبۃ اللہ میں حجر اسود کے احترام کا حکم ہے کہ وہ شعائر اللہ میں سے ہے لیکن صنم پرستی سے بچانے کے لئے حضرت عمرؓ نے ایک بار حجر اسود کے سامنے کھڑے ہوکر اعلانیہ کہا انی اعلم انک حجر و انک لا تضر ولا تنفع (ازالۃ الخفاء دوم صلا۹ الفاروق دوم صلا۹) یعنی میں جانتا ہوں کہ تو پتھر ہے اور تجھ میں نفع و نقصان کی طاقت نہیں۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے وفات سے چند یوم پیشتر جب صحابہ کو یہ کہا کہ قلم دوات لاؤ تم کو ایسی بات لکھ دوں جس سے تم میرے بعد گمراہ نہ ہو تو آپ نے اسی جذبۂ توحید کے باعث فرمایا حسبنا کتاب اللہ یعنی خدا کی کتاب ہمارے لئے کافی ہے بعض لوگوں نے قلم دوات لانے کی بابت بحث شروع کردی تو آپ نے یہ کہہ کر کہ نبی کے سامنے تنازع مناسب نہیں انہیں روک دیا جس سے ظاہر ہے کہ حضور علیہ التحیۃ والسلام کو اس امر سے اطمینان ہوگیا کہ حضرت عمرؓ آپ کے منشاء کو سمجھ گئے ہیں۔ اگر قرآن کریم کے سوا آپ کوئی اور بات تحریر کروانا چاہتے تھے تو یقیناً آپ لکھوا دیتے۔ یہ واقعہ بھی ظاہر کرتا ہے کہ حضرت عمرؓ کو خدا تعالےٰ کی ذات اور اس کی کتاب کی عظمت کا دل و جان سے پاس تھا۔

۶۔ اس سلسلہ میں آخری بات جو میں بیان کرنا چاہتا ہوں وہ یہ ہے کہ قرآن کریم کی سورۃ الانبیاء میں یہ پیشگوئی مذکور ہے:۔ ولقد کتبنا فی الزبور من بعد الذکر ان الارض یرثھا عبادی الصالحون

یعنی ہم نے زبور میں ذکر کے بعد یہ مقرر کردیا ہے کہ ارض مقدسہ کے وارث میرے نیکو کار بندے ہوں گے۔ اس آیت میں ارض سے مراد فلسطین کا علاقہ ہے۔

پھر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

(اتیتنی اعطیت بمفاتیح خزائن الارض فوضعت فی یدی (متفق علیہ)

(مشکوٰۃ خصائل سیرۃ النبی صلعم)

یعنی میں نے رؤیا میں دیکھا کہ زمین کے خزانوں کی کنجیاں مجھے دی گئیں اور میں نے انہیں اپنے ہاتھ میں رکھا۔

پھر ایک اور حدیث میں یہ پیشگوئی مذکور ہے۔ حضرت ابوہریرہ فرماتے ہیں کہ کسریٰ و قیصر ہلاک ہو گئے ہیں ان جیسا قیصر و کسریٰ پھر نہ ہوگا اور قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کہ تم خدا کی راہ میں ان کے خزانے خرچ کرو گے۔

اللہ اللہ اسلام کی یہ عظیم الشان پیشگوئیاں پوری ہوئیں اور حضرت عمرؓ کے زمانۂ خلافت میں فارس کا ملک فتح ہوا وہ صحابہ جو بھوک کی وجہ سے سنگ مجاعت اپنے پیٹ پر باندھا کرتے تھے۔ ان کے گھر خزائن کسریٰ سے مالا مال ہوگئے۔ اور فارس کے آخری بادشاہ یزدجرد کی بیٹی جن کو شہر بانو کہتے ہیں حضرت امام حسین کے گھر میں آئیں اور ان کے بطن مبارک سے حضرت امام زین العابدین پیدا ہوئے جن کو شیعہ ائمہ اثنا عشر میں چوتھا امام مانتے ہیں۔ اسی طرح شام کی مبارک زمین مسلمانوں کے قبضہ میں آئی اور وہ اس کے متولی ہوئے۔ یہ تمام فتوحات حضرت عمرؓ کے وقت میں ہوئیں اور خدا نے ان خزانوں کی کنجیاں

حضرت عمرؓ کو عطا کرکے ظاہر کر دیا کہ آپ کا ہاتھ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کا ہی ہاتھ تھا۔ اور آپ ہی وہ عبد صالح تھے۔ جن کے ذریعہ یہ عظیم الشان پیشگوئیاں پوری ہوئیں اور آپ کی شانِ فاروقیت کو نمایاں کر دیا۔

آخری بات جو اس سلسلہ میں بیان کرنا چاہتا ہوں وہ آپ کے وہ عظیم الشان نمایاں کام ہیں۔ جن کی وجہ سے اسلام غیروں میں بھی ممتاز ہوا۔ مورخین نے ان کو اولیات فاروقی کے نام سے بیان کیا ہے۔ کتاب الفاروق میں ان کی تعداد ۴۰ لکھی ہے۔ جو یہ ہیں:۔

(۱) بیت المال قائم کیا (۲) عدالتیں قائم کیں اور قاضی مقرر کئے (۳) تاریخ اور سنہ قائم کیا۔ (۴) امیر المومنین کا لقب اختیار کیا (۵) فوجی دفتر ترتیب دیا (۶) والنٹیروں کی تنخواہیں مقرر کیں (۷) دفتر مال قائم کیا (۸) پیمائش جاری کی (۹) مردم شماری کرائی۔ نہریں کھدوائیں۔ شہر آباد کئے۔ ممالک مفتوحہ کو صوبوں میں تقسیم کیا۔ عشر مقرر کیا۔ دریا کی پیداوار پر محصول قائم کیا۔ حربی تاجروں کو ملک میں آنے اور تجارت کی اجازت دی۔ جیل خانے قائم کئے۔ درّہ کا استعمال کیا۔ راتوں کو گشت لگا کر رعایا کا حال دریافت کیا۔ پولیس کا محکمہ قائم کیا۔ فوجی چھاؤنیاں جگہ جگہ قائم کیں۔ پرچہ نویس مقرر کئے۔ گھوڑوں کی نسل میں اصیل اور مجنس کی تمیز قائم کی۔ لاوارث راہ پر پڑے ہوئے بچوں کی پرورش کا انتظام کیا۔ مہمان خانے تعمیر کئے۔ اہلِ عرب غلام نہیں بنائے جا سکتے۔ مفلوک الحال عیسائیوں اور یہودیوں کے روزینے مقرر کئے۔ مکاتب قائم کئے۔ معلموں اور مدرسوں کے روزینے مقرر کئے۔ وقف کا طریق ایجاد کیا۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام سرّ الخلافہ میں فرماتے ہیں:۔

وشابهه الفاروق فی کل خطّةٍ	وساس البرایا کالملیک المدبّر
سعی سعیَ اخلاصٍ فظهرت عزّةٌ	وشان عظیم للخلافة فانظر
ارئ آیةً عُظمیٰ بایدٍ قویةٍ	فوا ها لهٰذا العبقری المظفّر
وکسّر کسریٰ عسکر الدین شوکةً	فلم یبق منهم غیر عُوَدِ التصوّر
وکان بشوکته سلیمان وقته	وجعلت له جنّ العدا کالمسخّر
وانّ جلالةَ شانه مذکرته	وما امدح المخلوق الا لجوهر

لوازمات دعائے کامل

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:۔

"دعائے کامل کے لوازمات یہ ہیں کہ اس میں رقت ہو، اضطراب اور گدازش ہو۔ جو دعا عاجزی اضطراب اور شکستہ دلی سے بھری ہوئی ہو وہ خدا تعالےٰ کے فضل کو کھینچ لاتی ہے اور قبول ہو کر اصل مقصد تک پہنچ جاتی ہے۔" (ملفوظات ششم صد ۹۳)

حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ اور جمعِ حدیث

—— مکرم مولوی غلام باری صاحب سیف ۔ ربوہ ——

اللہ تعالیٰ جب کسی رسول کو دنیا میں مبعوث فرماتا ہے تو وہ علیم و خبیر ہستی اس کے انصار اور اعوان کے لئے بہترین روحوں کو چُن لیتی ہے۔ اس حقیقت کو حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے الفاظ میں سماعت فرمایئے۔

ان اللہ نظر فی قلوب العباد فاختار محمداً صلی اللہ علیہ وسلم فبعثہُ برسالتہٖ وانتخبہُ بعلمہٖ ثم نظر فی قلوب الناس بعدہٗ فاختار لہٗ اصحاباً فجعلہم انصار دینہٖ ووزراء نبیہٖ (کنز العمال جلد ۶ صفحہ ۳۱۸)

اللہ تعالیٰ نے بندوں کے دلوں کو دیکھا تو محمد صلے اللہ علیہ وسلم کو منتخب فرمایا اور منصب رسالت سے سرفراز فرمایا۔ پھر لوگوں کے قلوب پر نگاہ ڈالی تو اس کے ساتھیوں کا انتخاب کیا اور ان کو رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کے دین کے انصار اور اپنے نبی کے وزیر بنایا۔

اللہ کی دی ہوئی فراست اور علم سے حضور نے یمن کی جانب سے ایمان کی خوشبو سونگھ لی تھی۔ آپ نے فرمایا تھا کہ الایمان یمانٍ اور قرن اوّل کی تاریخ گواہ ہے کہ یمن کے دو مہکتے پودوں نے گلشن اسلام کی فضا کو معطّر کر کے رکھ دیا۔ ایک ان میں سے ابوھریرہؓ تھے اور دوسرے اویس قرنی۔ ان کی بدولت عشق و وفا کے باغ میں وہ پھول کھلے کہ آج بھی ان کی خوشبو سے ہر قاری کا دل و دماغ مہک اٹھتا ہے۔ یمن میں دوس قبیلہ آباد تھا۔ یہاں سے طفیل بن عمرو دوسی مکہ میں حاضر ہوئے اسلام قبول کیا قوم کو جا کر اسلام کا پیغام دیا تو قوم نے توجہ کی۔ حضور صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر حالات عرض کئے اور کہا حضور ان کے لئے بددعا کیجئے۔ رحمۃ للعالمین نے دعا کے لئے ہاتھ اٹھائے اور التجا کی۔ اللھم اھدِ دوساً وائت بھم۔ اے پروردگار دوس قبیلہ کو ہدایت نصیب کر اور انہیں لے آ۔ اس دعا کے نتیجہ میں ۲۷ سال کا ایک یمنی نوجوان جو اپنے قبیلہ کی بکریاں چرایا کرتا تھا اور پیار سے اس نے ایک بلّی پال رکھی تھی۔ ماں باپ نے اس کا نام عبد شمس یا عبد نشریٰ رکھا تھا (نشریٰ اس قبیلہ کے بُت کا نام تھا) اور کنیت ابوھریرۃ تھی۔ درِ نبوی کی طرف کھچا چلا آیا۔ وہ غزوۂ خیبر کے سال سات ہجری میں مدینہ پہنچا۔ اس کے نصیب میں آمنہ کے لال کی صحبت صرف تین چار سال تھی۔ لیکن اس کے خمیر میں عشق و محبت کی ایسی تو لسی تھی کہ اس مختصر مدت سے اس نے ایسا استفادہ کیا کہ لمبی صحبت پانے والوں سے بھی آگے بڑھ

گیا۔ در نبوی سے ایسے چمٹ گیا کہ تن من کی ہوش نہ رہی۔ فاقے کاٹے بھوک سے بے ہوش ہوئے۔ لیکن کاشانۂ نبوت سے اِدھر اُدھر نہ ہوئے۔ دنیا میں یہ جنون ہی تاریخ ساز ہوا کرتا ہے۔ ان کا عزم، ہمت، کوشش اور ارشاداتِ رسول کو جمع کرنے کی لگن جب تقدیرِ خداوندی کے ساتھ ہم آہنگ ہوئی تو انہیں جمع حدیث کے باب میں لازوال مقام نصیب ہوا۔ وہ ان صحابہ سے بھی بڑھ گئے جو لکھ کر حضور صلے اللہ علیہ وسلم کے ارشادات کو محفوظ کرتے تھے۔ احادیث کے مشہور مدوّن ابن شہاب اعرج سے اور وہ ابوہریرہؓ سے روایت کرتے ہیں۔

ان الناس یقولون اکثر ابوھریرۃ ولولا اٰیتان فی کتاب اللہ ماحدثت حدیثاً۔ ثم یتلو: ان الذین یکتمون ما انزلنا من البینات والھدیٰ الیٰ قولہ الرحیم ان اخواننا من المھاجرین کان یشغلھم الصفق بالاسواق وان اخواننا من الانصار کان یشغلھم العمل فی اموالھم وان ابا ھریرۃ کان یلزم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بشبع بطنہ ویحضر مالا یحضرون ویحفظ ومالا یحفظون۔

(بخاری کتاب العلم باب حفظ العلم)

کہ لوگ کہتے ہیں ابوہریرۃ بہت احادیث بیان کرتا ہے۔ اگر اللہ کی کتاب کی یہ دو آیتیں نہ ہوتیں تو میں کوئی حدیث بیان نہ کرتا۔ پھر آپ قرآن مجید کی یہ دو آیات پڑھتے (یہ آیات سورۂ بقرہ کی آیت ۱۶۰۔ ۱۶۱ ہیں) کہ جو لوگ اس کو چھپاتے ہیں جو ہم نے کھلے کھلے نشانات اور ہدایت پر مشتمل نازل کیا۔ بعد اس کے کہ ہم نے اسے لوگوں کے لئے کھول کھول کر بیان کیا۔ وہی لوگ ہیں جن پر اللہ تعالےٰ لعنت کرتا ہے اور لعنت کرنے والے بھی ان پر لعنت کرتے ہیں سوائے ان لوگوں کے جنہوں نے توبہ کی اور اصلاح کی اور احکام کو کھول کھول کر بیان کیا۔ پس ان لوگوں پر میں رحمت کے ساتھ رجوع کرونگا اور میں بہت ہی توجہ کرنے والا اور بار بار رحم کرنے والا ہوں۔

وہ کہتے ہیں کہ ہمارے مہاجر بھائی روٹی کمانے کے لئے تجارت میں مصروف ہوتے اور ہمارے انصار بھائیوں کو اپنی جائداد اور اموال کی دیکھ بھال کی وجہ سے مصروفیت ہوتی اور ابوہریرہؓ ان سے بے پرواہ ہو کر رسولِ خدا صلے اللہ علیہ وسلم کے دامن سے ہی وابستہ رہتا اور وہ وہاں موجود ہوتا جہاں یہ موجود نہ ہوتے اور وہ محفوظ کرتا جو یہ محفوظ نہ کر سکتے۔

پس ایک وجہ ابوہریرہؓ کی لگن اور دنیا و ما فیہا سے بے تعلق ہو کر صرف اور صرف درِ نبوی کا ہو جانا ہے۔ دوسری وجہ اللہ کا فضل جو ان کی خواہش پر حضور صلے اللہ علیہ وسلم کی دعا کی صورت میں ظاہر ہوا۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں۔

قلتُ یا رسول اللہ انی اسمع منك حديثاً كثيراً انساه قال ابسط رداءك فبسطتہ قال فغرف بيديه ثم قال ضُمّه فضممته فما نسيتُ شيئاً بعدہٗ

(بخاری باب حفظ العلم)

میں نے عرض کی کہ اے اللہ کے رسول (صلے اللہ علیہ وسلم) میں آپ کے ارشادات بہت سنتا ہوں۔ لیکن بھول جاتا ہوں فرمایا ابوھریرہ اپنی چادر بچھا۔ میں نے چادر بچھائی تو آپ نے دونوں ہاتھوں سے لپ بھر کر اس میں ڈالا۔ پھر فرمایا اب اس چادر کو اکٹھا کر لو۔ میں نے اسے اکٹھا کر لیا اس کے بعد میں کوئی حدیث نہ بھولتا تھا۔

یہ تمثیلی زبان میں عبارت تھی کہ اب کاشانہ نبوت سے جو کچھ صادر ہوگا ابوہریرہ کا دامن اسکو سمیٹ لے گا اللہ اللہ نسیان کے شاکی ابوہریرہؓ کی ذات میں حفظ و جمع حدیث کے اعجاز کا ظہور ہوتا ہے۔ سچ فرمایا ہے

قدرت سے اپنی ذات کا دیتا ہے حق ثبوت

اس کی قدرت نمائی کا ظہور ایسا ہی ہوتا ہے کہ معجزات کے ظہور پر جب عاجز بندہ تعجب کرتا ہے وہ تو کہتا ہے کذ لك اور کتب میں یوں بھی آتا ہے کہ ایک دن مسجد میں ابوھریرہؓ، زیدؓ بن ثابت ایک اور صحابی کے ساتھ بیٹھے دعا کر رہے تھے کہ حضور بھی تشریف لے آئے اور آکر ان میں بیٹھ گئے۔ حضور کو دیکھا تو یہ چپ ہو گئے۔ حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو کرتے تھے جاری رکھو۔ حضرت زیدؓ کہتے ہیں الا یہ میں نے اور میرے ساتھی نے پہلے دعا کی اور حضور صلے اللہ علیہ وسلم امین کہتے جاتے تھے۔ پھر ابوھریرہ نے دعا کی۔

اللھم انی اسئالك ما سألك صاحبای واسئالك علما لا ينسىٰ۔

(ابوھریرۃ لا استاذ محمد عجاج ص ١٣٥)

اے اللہ میرے دونوں ساتھیوں نے جو تجھ سے مانگا میں بھی مانگتا ہوں اور میں تجھ سے وہ علم مانگتا ہوں جو نہ بھولے اس پر حضور نے امین کہی۔ اب ان دونوں ساتھیوں نے عرض کی اے رسول خدا ہم بھی ایسے علم کے لئے دعا کرتے ہیں جو نہ بھولے۔ حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ تم سے دوس لڑکا یعنی ابوہریرۃ سبقت لے گیا۔ اور اس کی کئی مثالیں ہیں کہ اکابر صحابہ کو وہ امور یاد نہ ہوتے جو ابوھریرہؓ جانتے۔ حضرت سعید مقبری روایت کرتے ہیں۔

عن سعيد المقبری قال قال ابوھریرۃ رضی اللہ عنہ یقول الناس اکثر ابوھریرۃ فلقیت رجلاً فقلت بم قرا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم البارحة فی العتمة فقال لا ادری فقلت لم تشهدها قال بلیٰ قلت لكن انا ادری قرأ سورة كذا وكذا (بخاری باب یفکر الرجل الشئ فی الصلوٰۃ)

حمید متعرفی کہتے ہیں کہ ابوھریرۃؓ نے کہا لوگ کہتے ہیں ابوھریرہ بہت حدیثیں بیان کرتا ہے۔ میں ایک آدمی کو ملا اور اس سے پوچھا رات عشاء کی نماز میں حضور نے کونسی سورۃ تلاوت کی تھی تو اس نے کہا مجھے علم نہیں میں نے کہا تم نماز میں موجود نہیں تھے اس نے کہا موجود تھا۔ اس پر میں نے بتایا کہ فلاں سورۃ آپ نے پڑھی تھی

ایک مرتبہ طلحہؓ بن عبید اللہ جس نے جنگ احد میں حضور کے چہرہ کو بچاتے ہوئے تیروں سے ہاتھ چھلنی کروالیا تھا) سے ایک آدمی نے کہا یہ یمنی یعنی ابوھریرہ تم سے زیادہ احادیث جانتا ہے۔ ہم ان سے وہ احادیث سنتے ہیں جو تم سے نہیں سنتے۔ طلحہ نے جواب دیا۔ اما ان یکون سمع من رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مالم نسمع عنہ

ذلك انه كان مسكيناً لا شئ له ضيفاً لرسول الله صلى الله عليه وسلم يده مع يد رسول الله صلى الله وكنا اهل بيوتات وغنى وكنا نأتى رسول صلى الله عليه وسلم طرفى النهار ، لا اشك الا انه سمع من رسول الله صلى الله عليه وسلم مالم نسمع (ترمذی مناقب ابی هريرة)

بے شک اس نے رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم سے وہ سنا جو ہم نے نہیں سنا اور اس کی وجہ یہ ہے کہ اس مسکین کے پاس کچھ نہ تھا۔ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کا یہ مہمان دہیں سے کھاتا جہاں سے حضور کھاتے اور ہم گھر بار والے اور جائداد والے تو صبح یا شام ہی حضورؐ کی خدمت میں حاضر ہوسکتے۔ اس لئے یقیناً اس نے جو کچھ سنا ہم نے نہیں سنا۔

شمع رسالت کا یہ یمنی پروانہ اس آسمانی قندیل کے گرد گھومتا رہتا اور ہر وقت جنبش لب پر نگاہ رکھتا کبھی حضور خود بلا کر اس کا دامن بھر دیتے۔ کبھی آب حیات کا یہ خواہاں چشمۂ حیوان سے اوک بھرتا۔ حدیث ہے۔

عن ابی هريرة انه قال قيل يا رسول الله من اسعد الناس بشفاعتك يوم القيامة قال رسول الله صلى الله عليه وسلم لقد ظننت يا ابا هريرة ان لا يسألنى عن هذا الحديث احد اول منك لما رأيت من حرصك على الحديث اسعد الناس بشفاعتى يوم القيامة من قال لا اله الا الله خالصاً من قلبه او نفسه۔

(بخاری کتاب العلم باب الحرص على الحديث)

(ابوہریرہ راوی ہیں) انہوں نے عرض کی اے رسول خدا وہ کونسا خوش بخت ہے جسے قیامت کے دن آپ کی شفاعت حاصل ہوگی۔ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ابوھریرہ! حدیث سے تجھے جو شغف ہے اس کی وجہ سے میرا یہ خیال تھا کہ سب سے پہلے تو ہی مجھ سے یہ

سوال کرے گا۔ میری شفاعت اس خوش نصیب کو حاصل ہوگی جس نے خالص دل وجان سے لا الہ الا اللہ کہا

اور ایک موقعہ پر جب ابوھریرہ حضور کے ساتھ مدینہ کے ایک باغ میں چہل قدمی کر رہے تھے حضور نے فرمایا اے ابوہریرہ زیادہ مال والے ہلاک ہو گئے۔ سوائے ان کے جو اوک بھر بھر کر لٹائے پھر کچھ دیر تک چہل قدمی فرماتے رہے۔ پھر فرمایا ابوہریرہ تجھے جنت کی چابی نہ بتلاؤں۔ عرض کی یا رسول اللہ کیوں نہ۔ فرمایا لاحول و لا قوۃ الا باللہ جنت کی چابی ہے۔ پھر کچھ دیر یوں قدمی فرماتے رہے۔ پھر فرمایا ابوھریرہ جانتے ہو اللہ کا بندہ پر کیا حق ہے اور بندے کا اللہ پر کیا حق ہے؟ ابوھریرہ نے عرض کی۔ اللہ اور رسول ہی بہتر جانتے ہیں فرمایا اللہ کا بندہ پر یہ حق ہے کہ اس کے عبد بن جائیں اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرائیں۔ جب بندہ ایسا کرے تو بندہ کا حق اللہ پر یہ ہے۔ ان لا یعذبھم کہ بندوں کو وہ پھر عذاب نہ دے۔

(مسند احمد روایات ابی ہریرہ جلد ۲ جزو ۲ صفحہ ۳۰۹)

استاذ صلے اللہ علیہ وسلم اور شاگرد رضی اللہ عنہ کے درمیان تعلیم و تعلّم نے یہ کیفیت پیدا کردی تھی کہ یہی نوجوان (حدیث میں یہ لقب بھی ابوہریرہ کو عطا ہوا ہے) نے عرض کی۔ ملاحظہ فرمائیے کیا عجیب حدیث ہے۔

اذا رایتک طابت نفسی وقرت عینی فانبئنی عن کل شیئٍ قال کل شیئٍ خلق اللہ عزّ وجل من الماء قال فانبئنی بامرٍ اذا اخذتُ بہ دخلت الجنۃ قال افش السلام وصِلِ الارحامَ وصلِّ الناس نیام ثم ادخل الجنۃ بسلام (مسند احمد روایات ابی ہریرہ)

جب میں آپ کو دیکھتا ہوں دل کی کلی کھل جاتی ہے۔ آنکھ ٹھنڈی ہو جاتی ہے۔ آقا انبئنی عن کل شیئٍ مجھے ہر چیز کے متعلق بتلا دیں۔ اللہ اللہ کیا کیف ہے کہ ؎

غم کے خم پی کے بھی نیّت نہیں بھرتی ساقی
اب تو سے خانہ الٹ دے مرے پیمانے میں

آقا نے فرمایا ابوہریرہ اللہ نے ہر چیز پانی سے پیدا کی (ہر چیز کے تفصیلی علم کا کون حامل ہو سکتا ہے) بادہ کش دوبارہ ہوش میں آئے اور عرض کی کہ ایسی بات بتا دیجئے۔ اگر اس پر عمل کروں جنت میں چلا جاؤں فرمایا السلام علیکم کثرت سے کہو۔ صلہ رحمی کرو اور اس وقت نماز پڑھو جب لوگ محوِ خواب ہوں۔ اور پھر سلامتی کے ساتھ جنت میں چلے جاؤ۔

ابوھریرۃ حضور صلے اللہ علیہ وسلم کی مرض الموت میں عیادت کے لئے گئے تو ارشاد ہوا ابوہریرہ قریب ہو جاؤ ابوہریرہ قریب ہوئے۔ فرمایا ابوہریرہ اور قریب آجاؤ امتثالِ امر میں ابوہریرہ قریب ہوئے۔ لیکن پاسِ ادب میں

میں زیادہ قریب نہ ہوئے ارشاد ہوا ابوہریرہ اور قریب ہو جاؤ۔ ابوہریرہ کہتے ہیں میں اتنا قریب ہوا کہ میری انگلیاں آپ کی انگلیوں کو چھو رہی تھیں۔ فرمایا ابوہریرہ تین باتوں کی تمہیں وصیت کرتا ہوں۔ ایک یہ کہ جمعہ کے دن جلد غسل کر کے مسجد میں جانا وہاں جا کر ذکر الٰہی سے غافل نہ ہونا۔ دوسری میری وصیت یہ ہے کہ ہر ماہ تین روزے رکھنا۔ تیسری تاکید یہ ہے کہ اگر رات بھر بھی تہجد پڑھتے رہو تو فجر کی دو رکعت نہ چھوڑنا۔ عرض کی یا رسول اللہ یہ وصیت مخفی رکھوں یا دوسروں کو بھی بتلا دوں۔ فرمایا بے شک ظاہر کرو۔ (اصابہ فی معرفۃ الصحابہ)

تین چار سالہ صحبت پانے والے کو یہ خیال تھا کہ وہ لوگ جو احادیث قلمبند کرتے ہیں انہیں مجھ سے زیادہ حدیثیں یاد ہوں گی۔ لیکن یہ ان کی حسن ظنی تھی۔ عبد اللہ بن عمرو بن عاص احادیث لکھا کرتے تھے (بخاری کتاب العلم) لیکن سینہ میں محفوظ رکھنے والے ابوہریرۃ کی مرویات ان سے بھی زیادہ ہیں۔ راقم الحروف نے مسند احمد بن حنبل میں آپ کی احادیث کا شمار کیا تو وہ تین ہزار پانچ صد تینتیس ہیں۔ تین ہزار پانچ سو اکتیس اکٹھی ایک جگہ اور دو ایک دوسری جگہ درج ہیں۔ اور ابھی ابوہریرۃ نے ایک حصہ احادیث کا ظاہر نہیں کیا۔ آپ فرماتے ہیں:۔

حفظت من رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وعائین فاما احدھما فبثثتہ

واما الاٰخر فلو بثثتہ قطع ھذا البلعوم (بخاری باب حفظ العلم)

کہ میں نے رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم سے دو برتن محفوظ کئے تھے ایک تو میں نے انڈیل دیا۔ اگر دوسرے کو بھی کھول دوں تو شاہ رگ کاٹ دی جائے اور اس میں یہی فلسفہ ہے کہ بعض باتوں کا عام اظہار مناسب نہیں ہوتا ممکن ہے فتنہ کا موجب ہو۔

ابوہریرۃ کی مرویات ان کے شاگردوں نے قلمبند کی تھیں۔ ایک ذخیرہ تو لائبریریوں کی زینت بن چکا ہے یہ آپ کے شاگرد ہمام بن منبہ کا صحیفہ ہے۔ بشیر بن نہیک سدوسی کے مجموعہ کا ذکر بھی کتب میں پایا جاتا ہے۔ جو بشیر نے ابوہریرۃ کو ان کی زندگی میں سنا بھی دیا تھا۔ (ابوھریرۃ للاستاذ محمد عجاج خطیب صفحہ ۲۴۳ ، ۲۴۴ مطبوعہ مصر۔

ذکر مرویات

محمد بن سیرین روایت کرتے ہیں کہ ابوھریرۃ ہر جمعرات کو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی احادیث کے ذکر کے لئے مجلس قائم فرماتے۔ مکحول بیان کرتے ہیں کہ ایک رات معاویہ نے حدیث کے بیان کے لئے مجلس قائم کی تو ابوھریرۃ صبح کی نماز تک احادیث بیان کرتے رہے (ابوہریرۃ صفحہ ۱۴۳ ، ۱۴۴)

ابوہریرہؓ کا حدیث کے بیان کا اسلوب

آپ اس امر پر اتفاق فرمائیں گے کہ حدیث کے بیان اور علم میں چاشنی پیدا نہیں ہو سکتی۔ جب تک پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم کا عشق رگ و ریشہ میں سرایت نہ کر چکا ہو۔ جنہوں نے حضرت میر محمد اسحٰق صاحب رضی اللہ عنہ کا درس حدیث سنا ہے۔ انہوں نے اسے مشاہدہ کیا ہوگا۔ ابوہریرہؓ حدیث کے بیان کے وقت مجسم گداز ہوتے۔ ان کا ذکر حبیب اچھوتا ہوتا۔ وہ حدیث بیان کرتے کبھی یوں کہتے۔

اوصانی خلیلی۔ میرے دوست صلے اللہ علیہ وسلم نے مجھے یہ وصیت کی دبخاری صلوٰۃ الضحیٰ فی السفر) اللہ! اللہ! کیا اپنایت ہے کیا دوئی کا کوئی پردہ نظر آتا ہے

کبھی فرماتے ہیں۔ قال قبل ذالک حبیبی علیہ الصلوٰۃ والسلام۔ اس سے پہلے میرے محبوب علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا۔ آہ آقا بھی اور حبیب بھی۔ شافع محشر بھی اور دوست بھی

کبھی یوں گویا ہوتے قال حبی ابوالقاسم والصادق المصدوق صلی اللہ علیہ وسلم۔ میرے محبوب ابوالقاسم۔ راستباز اور سچی خبریں پانے والے نے فرمایا (مسند احمد روایات ابوہریرہ)

اور بعض دفعہ حدیث کے بیان کے وقت حضور صلے اللہ علیہ وسلم کے تصور سے وہ مرغ بسمل کی طرح تڑپ جاتے شفیا الاصبحی تابعی روایت کرتے ہیں کہ میں مدینہ گیا۔ کیا دیکھتا ہوں کہ مسجد میں ایک شخص کے گرد لوگ اکٹھے ہیں۔ یہ ابوہریرہؓ تھے۔ جب مجمع ذرا چھٹ گیا تو میں نے کہا مجھے کوئی حدیث رسول سنایئے جو میں ذہن نشین کر لوں۔ ابوہریرہ حدیث بیان کرنے لگے تو چیخیں نکل گئیں اور روتے روتے بیہوش ہو گئے۔ ذرا افاقہ ہوا تو اتنا ہی کہا تھا لاحدثنک حدیثاً حدثنیہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی ھذا البیت ما معنا احد۔ میں تمہیں حدیث سناتا ہوں جو اس گھر میں رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے مجھے سنائی تھی۔ میں تھا اور آپ تھے اور کوئی نہ تھا۔ پھر چیخیں نکل گئیں اور روتے روتے بیہوش ہو گئے۔ ذرا افاقہ ہوا تو پھر یہی فقرہ دہرایا۔ میں تمہیں حدیث سناتا ہوں۔ اس گھر میں میں تھا اور آپ تھے اور کوئی ہمارے ساتھ نہ تھا اور پھر ڈھائیں مار مار کر رونے لگ گئے اور روتے روتے بیہوش ہو گئے اور منہ کے بل گر گئے۔ راوی کہتے ہیں میں نے دیر تک آپ کو سہارا دیا۔ پھر افاقہ ہوا تو حدیث سنائی جس میں ان تین ریاکاروں کا ذکر ہے۔ جن پر سب سے پہلے جہنم کی آگ بھڑکائی جائے گی۔

اے خدا کے رسول! حسن و احسان کے مجسمے تیرے کیسے کیسے فدائی تھے۔ اور یمن سے آنے والا دوسی ابوہریرہ کیا گداز تیرے حصہ میں آیا کہ یہ تصور کہ سامنے بے چین کر دیتا ہے کہ میں تھا اور رسول خدا ہے۔ اس

سہانے زمانے کا تصور ایسے بے چین کر دیتا ہے جب رسول بطحا کی صحبت ابوہریرہ کو میسر تھی۔

اس مقام کا حصول بے شک اللہ تعالیٰ کے فضل اور رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم کی دعا اور توجہ کا مرہون منت تھا لیکن آپ جانتے ہیں اس کے لئے ابوھریرۃ نے کیا محنت کی۔ ابوہریرہ سے ہی سنئے وہ فرماتے ہیں۔ طالب علم بالخصوص غور فرمائیں

انی لاجزی اللیل ثلاثۃ اجزاء فثلث انام و ثلث اقوم و ثلث آتذکر

(احادیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (سنن دارمی جلد ۱ صفحہ ۸۲)

میں رات کو تین حصوں میں تقسیم کرتا ہوں ایک تہائی سوتا ہوں ایک تہائی عبادت کرتا ہوں اور رات کی ایک تہائی احادیث رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو دہراتا ہوں ؎

من طلب العلا سھر اللیالی

یغوص البحر من طلب اللآلی

انہیں حدیث کے بیان کا جنون تھا ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے ہاں گئے۔ ام المومنین چاشت کے نفل پڑھ رہی ہیں یہ کمرہ کے ایک جانب بیٹھ کر احادیث سناتے رہے۔ حضرت عائشہ نفل پڑھ رہی ہیں اور یہ صاحب جنوں احادیث بیان کر رہے ہیں۔ (مسلم جلد دوم فضائل ابوہریرہ)

عمل کی تلقین

ابوھریرۃ حدیث کے حافظ ہی نہ تھے اس امانت کے حامل ہونے کی وجہ سے وہ اپنی یہ ذمہ داری بھی سمجھتے تھے کہ رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم کے ارشادات کی طرف، لوگوں کو توجہ دلاتے رہیں۔ وہ مروان کے گھر گئے تصویریں بناتے دیکھا تو رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم کی حدیث سنانا شروع کر دی کہ یہ جائز نہیں وہ بازار میں جاتے تو وہاں کھڑے ہو جاتے اور لوگوں کو کہتے لوگو! علم حاصل کرو۔ مبادا علم اٹھ جائے اور دیکھو فتنہ و فساد سے مجتنب رہو۔ (مسند احمد مرویات ابوہریرہ)

جہاں روایت حدیث میں حضرت ابوہریرہ کو حضور کی دعا کے نتیجہ میں عدیم النظیر مقام حاصل تھا وہاں آپ کا درایت کا پہلو چنداں قابل رشک نہ تھا لیکن آپ کی شان استغناء زہد اور عشق رسول بہت نمایاں ہیں۔ مسجد نبوی کے اس فاقہ کش کی زندگی میں قیصر و کسریٰ کے خزانے مسلمانوں کے ہاتھ آتے ہیں۔ ابوھریرۃ کو وہ رومال ملتے ہیں جنہیں یہ کروفر والے بادشاہ تخت پر بیٹھتے وقت استعمال کرتے تھے۔ ابوھریرۃ رومال ہاتھ میں لیتے ہیں اور ان پر تھوکتے ہیں۔ رینٹھ صاف کرتے ہیں۔ ان کی نظر میں یہ مال و منال کیا حیثیت رکھتے ہیں جس نے وہ

ماہ مدنی دیکھا تھا۔ اور جب انہیں دوسری بار بحرین کی گورنری کی پیشکش ہوتی ہے تو قبول نہیں کرتے۔ شاید کوئی اور وجہ بھی ہو لیکن یہ وجہ کوئی کم نہ تھی کہ گورنری پر جوار رسول کون قربان کرے۔ اس حجرے کے تصور سے جو آہیں بھرنے لگ جاتا تھا وہ بحرین کے مال و منال کو کیا کرے۔

اے خدا رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم کے اس فدائی نے علم و وفا کے جو موتی بکھیرے ان موتیوں سے ہمارے دامن علم کو بھی بھر دے۔ ہمیں ان موتیوں کے قدردان بنا اور یہ توفیق عطا فرما کہ ان موتیوں کو دنیا کے دانشکدوں میں اس طرح سجائیں کہ ہر طرف اس نور کی ضیاء ہو جو ابوھریرۃ کا آقا بنی نوع انسان کے لئے عرش سے لایا تھا۔ آمین۔ اللھم صل علی محمد وعلی آل محمد و بارک وسلم انک حمید مجید

کوئی مقامِ عزّت اور قُربِ آنحضرتؐ کی اتباع کے بغیر نہیں مل سکتا

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:۔

"ہمارا اس بات پر ایمان ہے کہ ادنیٰ درجہ صراطِ مستقیم کا بھی بغیر اتباع ہمارے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے ہرگز انسان کو حاصل نہیں ہو سکتا۔ چہ جائیکہ راہ راست کے اعلیٰ مدارج بجز اقتدا اس امام الرسل کے حاصل ہو سکیں۔ کوئی مرتبہ شرف و کمال کا اور کوئی مقام عزّت اور قُرب کا بجز سچی اور کامل متابعت اپنے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے ہم ہرگز حاصل کر ہی نہیں سکتے۔"

(ازالۂ اوہام حصّہ اوّل صـ۱۳۸)

الٰہی سلسلوں کے دو امتیازی نشان (بقیہ صفحہ ۱۸)

اور نیست جانو۔ خدا کے بندوں پر احسان کرو۔ اگر کبھی تمہارا حق مارا بھی جائے تو اللہ تعالیٰ کی رضا کی خاطر اس حق کو رضا اور رغبت چھوڑ دو۔ اگر تمہیں کبھی دوسرے کی خوشی کے لئے اپنے حقوق چھوڑ دینے پڑیں تو اسی میں اپنی خوشی اور اسی میں اپنی زندگی سمجھو اور جو حقوق اللہ تعالیٰ نے دوسروں کے قائم کئے ہیں ان سے زائد دو، ان سے کم نہ دو۔ کیونکہ اس کے بغیر ہم اللہ تعالیٰ کی محبت کو حاصل نہیں کر سکتے۔ اور اللہ تعالیٰ کی محبت حاصل کئے بغیر یہ زندگی اس قابل نہیں کہ آدمی اس سے چمٹا رہے۔

خدا کرے کہ ہم میں سے ہر ایک عبد مسلم اور عبد مومن بنا رہے اور خدا کرے کہ ہم میں سے ہر ایک اپنے اوپر ایک نیستی اور موت وارد کر کے اللہ تعالیٰ سے ایک نئی زندگی حاصل کرنے والا ہو۔ وہ نئی زندگی جسے اللہ تعالیٰ دیکھے اور خوش ہو اور جس کے نتیجہ میں اس کا وصال اور اس کی رضا ہمیں حاصل ہو۔ آمین (الفضل ۱۶ نبوت ۱۳۵۰ ہش)

تربیتِ اولاد

حضرت صاحبزادہ مرزا مبارک احمد صاحب صدر مجلس کا خطاب کراچی

قیادت اشاعت مرکزیہ نے صدر مجلس مرکزیہ کا وہ ایمان افروز لیکچر جو آپ نے سالانہ اجتماع انصار اللہ کراچی (منعقدہ تبلیغ/فروری ۱۳۵۲ ہش / ۱۹۷۳ء) کے دوران "تربیتِ اولاد سے متعلق دس قرآنی ہدایات" کے موضوع پر ارشاد فرمایا تھا نہایت خوبصورت کاغذ اور عمدہ طباعت کے ساتھ آفسٹ پر شائع کیا ہے اور ناظمین اضلاع کی خدمت میں بھی بھجوا دیا ہے۔ یقین ہے کہ جملہ مجالس اس لیکچر سے زیادہ سے زیادہ استفادہ کرنے کی ہر ممکن کوشش کریں گی۔

(قیادت اشاعت مرکزیہ)

تجاویز برائے شوریٰ انصار اللہ

انصار اللہ کے مرکزی سالانہ اجتماع کے موقعہ پر مجلس شوریٰ بھی منعقد ہوتی ہے۔ امسال مرکزی سالانہ اجتماع انشاء اللہ العزیز ۹۔۱۰۔۱۱ نبوت/نومبر منعقد ہوگا۔ جو مجالس شوریٰ انصار اللہ کے لئے تجاویز بھجوانا چاہتی ہوں۔ وہ براہِ کرم اپنی مجلس عاملہ کی منظوری کے بعد معین الفاظ میں خوشخط لکھ کر جلد دفتر مرکزیہ میں بھجوادیں۔ اس امر کی خاص پابندی کی جائے کہ تجاویز مجلس عاملہ کی منظوری کے بعد مرکز میں بھجوائی جائیں اور تجاویز بھجواتے وقت اس بات کی وضاحت کردی جائے کہ مجلس عاملہ کے فلاں تاریخ کے اجلاس میں یہ تجاویز پیش ہوکر پاس ہوئیں۔ گزشتہ سال ایک مجلس کی بے احتیاطی کی وجہ سے بڑی بدمزگی پیدا ہوئی تھی۔ زعماء اعلیٰ/زعماء کو خاص احتیاط سے کام لینا چاہیئے۔

تجاویز بھجوانے کے لئے آخری تاریخ ۳۰ تبوک/ستمبر مقرر کی گئی ہے۔

(قائد عمومی مجلس انصار اللہ مرکزیہ ربوہ)

نتیجہ امتحان انصار اللہ

سہ ماہی دوم ۱۹۷۳ء

مورخہ ۲۷/۲۹ احسان/جون کو انصار اللہ کا امتحان منعقد ہوا۔ ۴۱۳ احباب شامل امتحان ہوئے۔

معیار اوّل ..... ۳۵۷ اراکین

" دوم ..... ۵۶ اراکین

اس امتحان میں مکرم صوفی غلام محمد صاحب عاصی چک ۲۷۰/۸ کا چیلو اول اور مکرم ڈاکٹر عبدالرحمٰن صاحب مبشر ڈیرہ غازیخان دوم قرار پائے۔ اللہ تعالےٰ مبارک کرے آمین

(قائد تعلیم مجلس انصار اللہ ربوہ)

راتوں کو جاگو، دعائیں مانگو اور خدا تعالیٰ کو راضی کرو

جو سستی کرتا ہے وہ اپنے گھر والوں اور اولاد پر ظلم کرتا ہے

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں :۔

''ہماری جماعت کو واجب ہے کہ اب تقویٰ سے کام لے اور اولیاء بننے کی کوشش کرے ۔ اس وقت زمینی اسباب کچھ کام نہ آوے گا اور نہ منصوبہ اور حجت بازی کام آوے گی ۔ دنیا سے کیا دل لگانا اور اس پر کیا بھروسہ کرنا ہے ۔ یہی امر غنیمت ہے کہ خدا تعالیٰ سے صلح کی جاوے اور اس کا یہی وقت ہے ۔ ان کو یہی فائدہ اٹھانا چاہئیے کہ خدا سے اسی کے ذریعہ صلح کر لیں ......ہماری جماعت کو اس وقت وہ تبدیلی ایک مرتبہ ہی کرنی چاہئیے جو کہ اس نے دس برس میں کرنا تھی ۔ اور کوئی جگہ نہیں ہے جہاں ان کو پناہ مل سکتی ہے ۔ اگر وہ خدا تعالیٰ پر بھروسہ کر کے دعائیں کریں تو ان کو بشارتیں بھی ہو جائیں گی ۔ صحابہؓ پر جیسے سکینت اتری تھی ویسے ان پر اترے گی..... راتوں کو جاگو ، دعائیں کرو ۔ آرام کرو لیکن جو کسل اور سستی کرتا ہے وہ اپنے گھر والوں اور اولا پر ظلم کرتا ہے کیونکہ وہ تو مثل جڑ کے ہے اور اہل وعیال اس کی شاخیں ہیں . . . اس وقت خدا تعالیٰ کو راضی کرو حتی کہ تم کو بشارتیں ہوں ۔ کل لکھتے ہوئے ایک پرانا الہام نظر پڑا ایام غضب اللہ غضبت غضب شدیـد ننجی اہل السعادۃ ۔ یہاں اہل سعادت سے مراد وہ شخص ہے جو عملی طور پر صدق دکھلاتا ہے خالی زبان تک ایمان کا ہونا کوئی فائدہ نہیں دیتا ۔ جیسے صحابہؓ نے صدق دکھلایا کہ ہتھیلی پر جانیں رکھ لیں او بال بچوں تک کو قربان کیا ''

(ملفوظات جلد چہارم صفحہ ۲۷۹ ، ۲۸۰)

ٹائیٹل نصرت آرٹ پریس گولبازار ربوہ میں طبع ہوا